THE

SENATE OF PAKISTAN

DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, May 19, 2014

(104th Session)

Volume V, No. 05

(Nos. 1-)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume V SP. V(05)/2014
No.05 15

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran ……	1
2.	Leave of Absence ……	2
3.	Commenced Motion Under Rule 218: Discussion on the Motion Moved by Senator Farhatullah Babar Regarding National Sports Policy ……	3
	• Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi …….	9
	• Senator Mushahid Hussain Syed ……	11
	• Senator Chaudhry Muhammad Jaffer Iqbal……	12
	• Senator Kulsoom Parveen ……	13
	• Senator Rubina Irfan ……	14
	• Senator Muhammad Talha Mahmood ….	15
	• Senator Abdul Haseeb Khan …….……	16
	• Senator Mushahidullah Khan ……	17
	• Senator Hamza ……	21
	• Riaz Hussain Pirzada, Minister for Sports and Culture …….	22
	• Senator Saeeda Iqbal ……	29
	• Senator Farhatullah Babar ……..	30
4.	Discussion on the Motion(Under Rule 218) moved by Senator Aitzaz Ahsan alongwith six other members Regarding Political Situation Developed in the Country Due to Certain Reasons…….	30
	• Senator Mian Raza Rabbani ……	30
	• Senator Saeed Ghani ……..	35
	• Senator Farhatullah Babar ……	41
	• Senator Aitzaz Ahsan ……	44
	• Senator Abdul Rauf …….……..	50
5.	Observation by Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the House Regarding Continuation of Debate on the Motion on the Next Day ……	52

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, May 19, 2014

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty five minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Sabir Ali Baloch) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۸﴾

ترجمہ: اور جان لو تم میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں، اگر وہ بہت سے کاموں میں تمہارا کہنا مان لیں تو تم بڑی مشکل میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت عطا فرمائی اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ فرما دیا اور کفر اور نافرمانی اور گناہ سے تمہیں متنفر کر دیا، ایسے ہی لوگ دین کی راہ پر ثابت اور گامزن ہیں۔ (یہ) اللہ کے فضل اور (اس کی) نعمت (یعنی تم میں رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور موجودگی) کے باعث ہے، اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر ساجد میر صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر 16 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب مورخہ 19 مئی تا اختتام حالیہ اجلاس شرکت نہیں کر سکیں گے لہٰذا اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب عثمان سیف اللہ خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر 16 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ سحر کامران صاحبہ نے 19 مئی تا 23 مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: Item No. 2 پر چلتے ہیں لیکن حسیب صاحب، وزیر صاحب کی طرف سے request آئی ہے کہ اس کو defer کر دیں۔

Commenced Motions

(Under Rule 218)

Further Discussion on the Motion Moved by Senator Abdul Haseeb Khan Regarding Overall Condition of Health Sector After Devolution.

Mr. Acting Chairman: Now, item No.2.

حسیب صاحب وزیر صاحب کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اس کو defer کر دیا جائے کیونکہ وہ آج موجود نہیں ہیں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! ٹھیک ہے کیونکہ یہ ایک بہت important subject ہے اور ان کی غیر موجودگی میں اس پر discussion میرے خیال میں مناسب نہیں ہوگا۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. It is deferred. Next item No.3, Farhatullah Babar *sahib*.

Discussion on the Motion Moved by Senator Farhatullah Babar Regarding National Sports Policy.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! یہ already Commenced Motion ہے اور اگر اجازت ہو تو میں اس پر ذرا بات کر لوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے اس Motion پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! پاکستان کی Sports Policy 2005 میں مرتب ہوئی تھی۔ اس Policy کی منظوری کابینہ نے دی تھی۔ اس Policy کے تحت کسی Sports Federation کا، جیسے Pakistan Olympic Association ہے یا کوئی اور، کا سربراہ دو مرتبہ منتخب ہو سکتا ہے اور تیسری مرتبہ منتخب نہیں ہو سکتا۔ اس Policy کے تحت tenure restriction ڈالی گئی تھی۔ This was in year 2005, endorsed by the Federal Cabinet. جناب چیئرمین! اس کے خلاف کچھ لوگ عدالتوں میں گئے

اور عدالتوں میں معاملہ چلتا رہا۔ بالآخر سپریم کورٹ نے 8 مئی 2012 کو، یعنی تقریباً دو سال پہلے، یہ فیصلہ دیا کہ انتظامیہ کا یہ حق ہے، کابینہ کا یہ حق ہے کہ وہ Sports Policy مرتب کرے اور اس Policy کے تحت اگر وہ more than two times tenure پر پابندی لگاتی ہے تو تیسری مرتبہ کوئی شخص صدر نہیں بن سکتا۔ یہ کوئی غیر قانونی اور غیر آئینی فیصلہ نہیں ہے۔ چنانچہ مئی 2012 کے بعد سے یہ جو فیصلہ ہے کہ دو سے زیادہ مرتبہ کوئی صدر منتخب نہیں ہو سکتا، this is now holding the ground both as the decision of the Cabinet as well as the decision of the Supreme Court. However, جناب چیئرمین! اس سے پہلے، یعنی سپریم کورٹ کے فیصلے کے آنے سے پہلے Pakistan Olympic Association کے جو صدر تھے، جنرل عارف، جو دو مرتبہ پہلے صدر منتخب ہو چکے تھے، نے تیسری مرتبہ اپنے آپ کو Election Body سے منتخب کروایا۔ In contravention of the Sports Policy, in contravention of the Supreme Court's Order, he got himself elected for the third time. حکومت نے، کابینہ نے اس کے اس election کو نہیں مانا، یہ معاملہ پھر سینیٹ میں آیا، سینیٹ کی relevant Committee میں آیا، مختلف sports federations کے پاس گیا اور سب نے یہ فیصلہ کیا کہ آپ لوگ ایک interim committee بنا کر دوبارہ انتخابات کرا دیں، جس میں جنرل عارف elect نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ دو مرتبہ پہلے elect ہو چکا ہے۔ چنانچہ ایک interim committee ترتیب دی گئی، اس کے لیے ایک Election Commission بنایا گیا، جس میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے retired judges شامل تھے۔ اس commission کو یہ task دیا گیا کہ وہ Pakistan Olympic Association میں انتخابات کرائے۔ انہوں نے جب انتخابات کرائے تو جناب اکرم ساہی صاحب صدر منتخب ہو گئے اور فاروق صاحب جنرل سیکریٹری منتخب ہو گئے۔ اب یہ جو انتخابات ہوئے پاکستان اولمپک ایسوسی ایشن کے، جس میں ساہی صاحب صدر منتخب ہوئے اور فاروق صاحب جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے، following the decision of the Supreme Court, following the National Sports Policy and after the Senate Committee and the Sports Federations

had unanimously decided کہ آپ لوگ ایک interim committee کے ذریعے انتخابات کرائیں۔ چنانچہ یہ جو Pakistan Olympic Association کی Body تھی، یہ elect ہو گئی اور حکومت پاکستان نے اس کو تسلیم کیا۔

Now at this point of time, Mr. Chairman, the previous President,

despite the fact that the جنرل عارف نے ان انتخابات کو ماننے سے انکار کر دیا، policy and the Supreme Court's verdict does not allow him to contest for the third time. اس کے باوجود اس نے کہا کہ جی میں نہیں مانتا اور میں ہی Pakistan Olympic Association کا صدر ہوں اور رہوں گا اور وہ پاکستان سے باہر جا کر Pakistan Olympic Association کی نمائندگی بھی کر رہے ہیں اور totally illegal, un-Constitutional and devoid of کر رہے تھے اور یہ any moral authority تھا۔ جب وہ یہ کر رہے تھے اور حکومت پاکستان کی متعلقہ وزارت نے ان کو سمجھایا تو انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو صدر ہوں اور اگر آپ لوگ مجھے صدر نہیں رہنے دو گے تو International Olympic Committee (IOC) آپ کا boycott کر دے گی۔ Now, Mr. Chairman, mafia got into action اور پاکستان کو یہ دھمکی دی گئی کہ اگر میری غیر قانونی تیسری مرتبہ صدارت کو قبول نہیں کیا گیا تو IOC will disband Pakistan اور وہ پاکستان کے خلاف action لے گی۔

Mr. Chairman, now, where we stand?

ہم اس مقام پر کھڑے ہیں کہ ایک body POA کی election کے ذریعے، sports policy کے تحت، سپریم کورٹ کی endorsement کے بعد معرض وجود میں آئی ہے اور ایک دوسرا شخص جو اس policy کے خلاف، سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ میں صدر ہوں اور رہوں گا اور اگر مجھے touch کیا گیا تو IOC آپ کو debar کر دے گی۔

So, we are now confronted with the situation in which one individual, a retired Lieutenant General is

holding the relevant Committee of the Senate. The Sports Federations of the country, the Supreme Court's decision and the Cabinet's decision, all these are being held hostage by the greed of one individual who insists that he will continue to be the President of POA.

جناب چیئرمین! ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ اس وقت حکومت کو کیا problem ہے، just to say that we don't accept اور اس کا نام ECL پر ڈال دیں تاکہ وہ باہر نہ جا سکے اور پاکستان کی POA میں غلط طریقے سے نمائندگی نہ کر سکے، ہم نے یہ بات کئی بار اٹھائی۔ فاضل وزیر صاحب نے کہا کہ ہم اس کو دیکھ رہے ہیں but how long will the Government silently watch all this because that gentleman is ridiculing. He is ridiculing the Federal Cabinet's policy, he is ridiculing the Supreme Court's verdict, he is ridiculing the decision of all the Sports Federations and he is jeering at the decision of the Standing Committee of the Senate.

جناب چیئرمین! میری آپ کی وساطت سے فاضل وزیر صاحب سے گزارش ہو گی کہ اس مسئلے کا حل بتائیں۔ میں ان کے سامنے تجویز بھی پیش کرتا ہوں۔

Let us say, for a moment, let us believe, let us assume that the IOC will suspend Pakistan. Let us assume for a while, then what will happen? Two things will happen; (1) IOC will not give financial assistance to Pakistan Olympic Association.

ٹھیک ہے۔ اگر IOC, POA کو funds نہیں دے گا تو کیا آسمان گر جائے گا؟ جو POA اکرم ساہی کی سربراہی میں قانونی طریقے سے بنی ہے ان کو تو ویسے بھی IOC funds نہیں دے رہی۔ Which means that the Government is not benefiting at all from the funds being given to POA by the IOC. اگر IOC funds بند کر

what will happen, the funds will not be received by دے گی تو General Arif's self-styled committee. Therefore, there is no reason for us not to stand up and call the bluff. دوسرا کیا ہو گا؟ایک تو یہ ہو گا کہ IOC, POA کو جو معمولی سی امداد دیتی ہے وہ نہیں دے گی اور جناب چیئرمین! دوسرا یہ ہو گا کہ اس کے بعد Pakistani team, Pakistani flag کے under وہاں جا کر مقابلوں میں حصہ نہیں لے سکتی لیکن پاکستانی team پر پابندی نہیں ہو گی۔ The team of Pakistan, the players of Pakistan will continue to go to participate in international events and be recognized as the team of Pakistan. فاضل وزیر صاحب اس پر غور کر کے آج ہی فیصلہ کر لیں

No.1. We call the bluff of this imposter to the office of the President of Pakistan's Olympic Association and let the ball start rolling, from tomorrow onwards the IOC will not give funds, so much the better, it does not bother you and from tomorrow onwards I am not sure probably, IOC might also say that we ban Pakistan. Well that means that the Pakistani team will still participate not under the flag of Pakistan but as Pakistani team.

میں فاضل وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو کیا نقصان ہے؟ جناب چیئرمین! اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ آپ پاکستان کی پارلیمان، پاکستان کی سپریم کورٹ کا فیصلہ، اپنی کابینہ کا فیصلہ اور تمام sports federations کے فیصلے کو uphold کریں گے۔ Otherwise a very wrong message will go to the international community کہ فرد واحد IOC کو سامنے لے کر پاکستان کے تمام اداروں کو blackmail کر رہا ہے اور اس نے blackmail کر لیا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ پاکستان، اس ایوان اور پاکستان کی عدالت عظمیٰ کے لئے ایک بہت ہی disturbing پیغام ہو گا۔ Let us stand up, call the bluff and proceed. پاکستان کے ساتھ ایسا نہیں ہوا ہو گا۔ اس سے پہلے فاضل وزیر صاحب کو یاد ہو گا جب ہندوستان میں ایسا واقعہ ہوا the Indian Government said we will not

be blackmailed by any International Sports Organizations and they made a decision. What happened? Indian teams participated in the events minus the Indian flag and within three four months they held fresh elections and they got their new setup in place. اگر فاضل وزیر صاحب یہ اعلان کر دیں، ہماری ان سے یہ گزارش اور توقع ہے کہ پاکستان کے اداروں کی عزت کو بچانے کے لئے آج آپ یہ اعلان کر دیں اس کے بعد آپ اس imposter صدر کو ECL پر ڈال دیں تاکہ وہ باہر جا کر fake POA کی نمائندگی نہ کر سکے

and let the IOC do whatever it wants to do. First of all, I think that the IOC will not ban Pakistan but if worse come to worst and push comes to shove, what will happen? Nothing will happen. So at stake Mr. Chairman! is the honour, the dignity, the prestige of all state institutions at the hands of one person who is blackmailing all the states institutions. Therefore, through you Mr. Chairman! I would most humbly urge the honourable Minister that he should call the bluff. Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: لاہور سے ہمارے journalists دوست تشریف لائے ہیں جن کا تعلق print media and electronic media سے بھی ہے، وہ آج ہماری کاروائی دیکھنے کے لیے موجود ہیں، ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ کرنل مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank very much. Mr. Chairman, first of all I would like to commend and facilitate Senator Farhatullah Babar for raising a very important question. As far as the question of the elections and President of the Olympic Association Pakistan is concerned, I adopt whatever he has said and I fully endorsed it and support it. So I will not waste the time of this House by repeating anything that he has said

except that I endorse what he has said and of course I will not bore my colleagues. However, I would like to mention a few things for the attention of honourable Minister that when he is winding up and gives decision on this very import matter raised by Senator Babar, he should also give us some insight into his vision, his plans, his programmes and his general coordination of the general standard of sports which is deteriorating day by day and especially, in the past few years.

پاکستان نے دنیا کے بہترین کھلاڑی produce کیے ہیں۔ گلیوں، کھیتوں میں کھیل کر بغیر کسی مدد، funds اور بغیر کسی organization or association کے پاکستان کا natural talent گیا ہے اور پاکستان کے لئے ان لوگوں نے Squash, Cricket, Hockey, Wrestling میں بڑا نام کمایا ہے۔ Athletics میں بھی کسی زمانے میں ہمارے athletes ایشیا کے تو best ہوتے تھے مگر آج کیا ہو گیا ہے کہ ہر sports میں ہمارے sportsmen disheartened and neglected ہیں۔ ہر association اور ہر ادارے میں سفارش اور infighting آ گئی ہے۔ اچھے کھلاڑیوں کو overlook کیا جاتا ہے، سفارشیوں کو کھلایا جاتا ہے۔ ہماری associations جو پورے پاکستان میں پھیلی ہوئی ہیں، یہ سب لوگوں اور sports mafias کے قبضے میں ہیں۔ نہ صحیح elections ہوتے ہیں، نہ وہ صحیح کام کر رہے ہیں۔ یاد رہنا چاہیے کہ صحتمند قوم خوشحال ہوتی ہے اور ہمارے ملک میں اللہ کے فضل سے ہمارے پاس natural talent ہے۔ ہمارے بڑے اچھے کھلاڑی side lines پر کھڑے ہیں کہ کوئی ان کی طرف دیکھے، توجہ دے کہ وہ بھی آگے بڑھیں

and they should make their name in the comity of nations as great sportsman which they are quite capable of being, if they are given some assistance, some help, some organization, some training. Everything is missing, except infighting, favouritism, nepotism and all types of sly and slender games, many times our sports keeper

bring a bad name to us by indulging and gambling, other unsavory cheating and unsavory thing which is unsportsmanlike conduct. It is all because of lack of direction, lack of supervision, lack of proper training and lack of organizations. So I request the honourbale Minister to please give us some hope that he is looking into the prevailing situation, the deterioration of our sports as a whole and the need for Government action to improve it. Thank you Mr. Chairman.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی مشاہد صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اپنے شہر لاہور سے آنے والے میڈیا کے مہمانوں کو warmly welcome کرتا ہوں۔ لاہور پاکستان کا دل ہے، لاہوریوں میں بڑی جان ہے اور لاہوری میڈیا میں بھی بڑی جان ہے۔ ان خواتین، مرد اور نوجوانوں میں current ہے اور یہ واقعی جمہوریت کے ضامن ہیں جو ہمیشہ کلمہ حق کہتے ہیں، سرکاری سچ نہیں کہتے۔ We warmly welcome them. Mr. Chairman, I want to inform you کہ آج PIPS میں Senate Standing Committee on Defence کا seminar تھا۔ میں نے اس میں ایک Media Manual on defence budget launch کیا ہے۔ آپ سب کو اس کی ایک complimentary copy پیش کروں گا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ there was a briefing to the media from the Ministry of Defence; curtsey the Senate Defence Committee. Mr. Chairman, you are also an honourable member of the committee and we want to have harmony between the Media and the Military and also between *Khaki* and *Mufti*.

میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں کہ سینیٹر بابر صاحب نے on the Sports Policy motion پیش کیا ہے، sir, this is a very important issue.

Western countries, sports are a ہوں یا Third world countries factor of national unity. Sports are also factor of national street حال ہی میں ہماری pride and putting people together. Sports نے کتنا اچھا perform کیا۔ جناب چیئرمین! میں خود بھی team کی football this is absolutely a mafia organization which ،رہا ہوں Minister ہوتے sportsmen تین ،ہوتا ہے patronage میں صرف use dig up. Sports ہیں اور چار officials ہوتے ہیں and what are they doing? They are سیر سپاٹے کرانے کے going on joy rides, they are going on junkets and they are not focusing on quality. There is a need of لیے آپ national Sports Policy because this will be important. کرکٹ دیکھ لیں،

from Karachi to Wazirstan Cricket is so popular. Even Football can be national popular sports also. I feel the honourable Minister and the Government of Pakistan must put priority to the issue of sports because it unites the federation and it gives the youth specially the women and the young men the opportunity to exercise their talents in the sporting field. It also strengthens character building because victory and defeat strengthen the resolve and you achieve things with lot of grace and with the large heart. Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جعفر اقبال صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ ابھی honourable Minister *sahib* حکومت کے حوالے سے اپنی statement دینے والے کہ حکومت کی کیا policy ہو گی۔ میں honourable senator from my right سے totally

agree کرتا ہوں لیکن میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ sports کو اہمیت دے رہے ہیں، واقعی یہ اہم چیز ہے اور اس کے بارے میں policy ہونی چاہیے۔ جناب چیئرمین! قابل غور یہ بھی ہے کہ جہاں ہم sports کی طرف توجہ دیتے ہیں، وہاں sportsman spirit بھی ہونی چاہیے اور sportsman spirit کیا ہونی چاہیے کہ عوام کا جو mandate ہے، اس کو ماننا چاہیے نہ کہ اس کو derail کریں اور اس mandate کو نہ مانیں۔ لہذا میں اتنا ہی کہوں گا کہ definitely Government preparation کر رہی ہو گی اور اچھی policy بنائے گی لیکن میں اپنے colleagues سے کہوں گا کہ خدارا! پانچ سال جمہوریت کو چلنے دیں اور sportsmen spirit لائیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں لاہور سے آئے ہوئے اپنے مہمانوں کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ جناب چیئرمین! ہم سنتے ہیں کہ جب کھیل کے میدان آباد ہوتے ہیں تو ہسپتال ویران ہو جاتے ہیں۔ اب نہ تو بچوں میں وہ خواہش رہی ہے، پہلے وہ کھیل کو زیادہ پسند کرتے تھے لیکن اب بچوں کے پاس lap top اور video games آ گئی ہیں اور وہ گھر بیٹھے یہ facilities enjoy کر رہے ہوتے ہیں۔ جناب چیئرمین! وزیر صاحب موجود ہیں اور یہ بڑے cooperative ہیں، ہم نے ان سے Olympic Association اور sports related تمام چیزوں کے بارے میں discuss کیا ہے۔ Olympic Association کے elections ہوئے اور ایک کہہ رہا ہے کہ میں اس کا president ہوں اور دوسرا جرنیل کہہ رہا ہے کہ میں اس کا president ہوں۔ ہم اس رسہ کشی کے دوران متواتر کوشش کرتے رہے کہ اس کا کوئی حل نکالا جائے۔ اسی طرح سے کرکٹ ہے، آج اخبار میں کارٹون تھا کہ نجم سیٹھی صاحب کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی گود میں ذکا اشرف صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ Mr. Chairman, what is this? ہم چاہ رہے ہیں اور میں وزیر صاحب سے توقع رکھتی ہوں کیونکہ ان میں بڑی جان ہے اور یہ اس چیز کے لیے بڑے active ہیں۔ Provincial level پر جو activities ہو رہی تھیں، اس وجہ سے تمام federations stuck up ہیں اور کوئی sports activity

نہیں ہو رہی۔ روبینہ عرفان صاحبہ Football Association کی اور میں Softball Association کی Presidents ہیں، ہم اپنے طور پر سب کچھ کروا رہے ہیں مگر حکومت کی طرف سے جس طرح وزیر صاحب چاہ رہے ہیں، ہمیں سہولت مل جائے کہ بلوچستان کے بچے، جیسا کہا گیا کہ لاہور، لاہور ہے تو ان کو بھی لاہور دیکھنے دیں تاکہ ان کو بھی اس وجہ سے ہی موقع مل جائے۔

جناب چیئرمین! sports ایک دوسرے کے درمیان ہم آہنگی اور محبت پیدا کرتی اور رشتے قائم کرتی ہیں۔ ہم یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہماری teams India and England میں جا کر کھیلیں کیونکہ یہ بھی ملک کے سفیر ہیں۔ اگر یہ سفیر ہماری نمائندگی کریں تو دوسرے ممالک سے ہمارے خوبصورت relations بنیں گے۔ اس پر review کی بہت ضرورت ہے اور Supreme Court of Pakistan نے بھی کہا ہے کہ اس کو review کیا جائے، اس لیے اس policy کو review کرنا بہت ضروری ہے۔ ہم اس PC کے بھی ممبر ہیں، فرحت اللہ بابر صاحب نے یہ point raise کیا ہے، اس لیے ان کی شرکت بھی ضروری ہے تاکہ Sports Policy review کی جائے کیونکہ یہ ملک کا لازمی جزو ہے۔ یہ نوجوانوں کا mind set change کرنے کے لیے ضروری ہے کیونکہ آج ہمارے بچے پہاڑوں پر ہیں اور مختلف قسم کی قباحتوں میں مبتلا ہیں۔ اگر ہماری sports اچھی ہوں گی تو کھیل کے میدان آباد ہوں گے اور بچے اس طرف آئیں گے۔ جناب چیئرمین! میری یہی چند گزارشات تھیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ روبینہ عرفان صاحبہ۔

سینیٹر روبینہ عرفان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! قوموں اور ملکوں کی رائے ان کے لوگوں سے اور لوگوں کی ترقی سے دیکھی جاتی ہے۔ آپ ذرا یہاں sports policy view کریں اور دیکھیں کہ اس میں کیا ہے۔ جو لوگ بچوں کو ترقی ہی نہیں دینا چاہتے، بچوں کے لیے articulate, quick thinking and decision making میں بھی sports کام آتی ہیں۔ It is a vital direction which gives the children how to think about Pakistan مگر ہمارے ہاں sports پر توجہ نہیں دی جاتی۔ میں دس سال سے Pakistan Football Federation کی elected Chairperson ہوں اور Pakistan

Football Association Balochistan کی بھی president ہوں، آج تک بلوچستان میں بچیوں کے کھیلنے کے لیے football groundsہی نہیں ہیں۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ football groundڈھونڈیں۔ جناب چیئرمین! میں ملک اور ایوان بالا کی توجہ اس طرف دلاؤں گی کہ جب بچیوں کو football grounds provide نہیں کریں گے تو وہ کہاں پر football کھیلیں گی اور وہ ملک کیسے ترقی کرے گا۔ کچھ girls collegesکے groundsہیں مگر وہاں کی Principalsاس کو نہ اہم سمجھتی ہیں اور نہ ہی importanceدیتی ہیں۔ میں نے یہاں پر point of order پر کہا تھا کہ Pakistan Football Federation کو سال میں کتنا fundدیا جاتا ہے؟ وزیر صاحب کا جواب تھا کہ ان کو تو FIFA fundingکرتی ہے مگر آپ بتائیں کہ ملک کتنی fundingکرتا ہے۔ کیا پندرہ لاکھ روپے male and female football کے لیے کافی ہیں؟ یہ کھیل دنیا کے دو سو آٹھ ملکوں میں کھیلا جاتا ہے جس کو سال میں صرف پندرہ لاکھ روپے دیے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ناکافی ہیں اور Sports Policy reviewکرنا بہت ضروری ہے، میں اس کی تائید کرتی ہوں۔ اگر آپ اپنے ملک کی ترقی چاہتے ہیں تو Sports Policy reviewکرنا ہی importantہے۔ ہمارے بچے جب دوسرے ممالک میں جاتے ہیں تو وہ ہمارے Ambassadorsہوتے ہیں۔ جب وہ وہاں سے انعام جیت کر لاتے ہیں تو all of a suddenپورا ملک کہتا ہے کہ ان کو ہم نے بھیجا ہے، ان بچوں کو ایک NGOلے کر گئی تھی، کسی نے نہیں بھیجا تھا۔ اسی طرح سے if you want to take the credit then facilitate the children of Pakistan with grounds, funds and facilitate them. جس طرح دوسرے ملکوں میں ہوتا ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ جناب! میں اس قرارداد کو fully support کرتا ہوں، National Sports Policy کی بالکل ضرورت ہے۔ اس وقت ہمارے ملک کے جو حالات ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں crime rate بڑھ رہا ہے، ہمارے لوگ aggressive ہو رہے ہیں اور depression کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہم اگر developed ممالک کی studyکریں تو وہاں پر sportکو کس طرح supportکیا جاتا ہے،

اس میں کتنی facilities provide کی جاتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں اس طرف کوئی دھیان ہی نہیں ہے، نہ grounds کی availability ہے، نہ بچوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ہمارے بچے جو کل ملک کی باگ ڈور سنبھالیں گے، اگر وہ صحت مند ہوں گے تو بہتر کارکردگی دکھائیں گے، وہ فیصلہ کرنے کی position میں ہوں گے، وہ اچھی policies دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس چیز کو اتنا lenient نہیں لینا چاہیے کہ بچے گلی، محلوں میں کھیل رہے ہیں، ان کو ایک پورا set up دینے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کا crime rate جتنا بڑھا ہے اور ہمارے نوجوان criminal activities کی طرف گئے ہیں، اس یہ عنصر بھی ہے کہ ان کو وہ facilities اور چیزیں provide نہیں کی گئیں، اس لیے وہ اپنی صلاحیتوں کو negative چیزیں میں لگا رہے ہیں، اگر facilities دی جاتیں تو وہ اپنی صلاحیت کو positive چیزوں میں لگاتے۔

جناب! آپ یہ دیکھیں کہ international level پر آپ کے ملک کا نام روشن کرنے کے لیے یہ activities کتنی ضروری ہیں، یہ سوچنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا PCB ہے، اس کی chairmanship کے لیے سیاست چل رہی ہوتی ہے، ping pong game چل رہا ہے، کبھی ایک Chairman بن رہا تو دوسرا stay order لے کر آ رہا ہے۔ یہ کیا policies اور معاملات ہیں؟ ہمارا اپنا national game hockey ہے، اب یہ کہاں پہنچ گئی ہے، یہ ہاکی کسی زمانے میں کہاں پر تھی جب ہمارے صلاح الدین جیسے کھلاڑی تھے اور دوسرے بڑے بڑے نام گزرے ہیں، انہوں نے پاکستان کے لیے بڑا نام کمایا ہے، پاکستان کا international level پر نام اجاگر کیا۔ آپ دیکھیں کہ دوسرے ممالک کھیلوں کے حوالے سے کتنی activities کرتے ہیں، Olympic games اور دوسری چیزوں کے لیے کتنی بڑی lobbing ہوتی ہے۔ ہم اس وقت نچلے level پر ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کو support کرنے کی ضرورت ہے، اس policy کو بنانے کے ضرورت ہے۔ ہمیں ایسا سلسلہ بنانے کی ضرورت ہے جس سے ہمارے ملک کے اندر sports کو فروغ ملے، اس کو support کیا جائے، اس میں حکومت کے حوالے سے ایسے steps لینے چاہئیں جس سے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہو۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب عبدالحسیب خان۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ جناب! میں فرحت اللہ بابر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بہت ہی اہم issue کی طرف توجہ دلائی، ہم نے جس کو total neglect کر دیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ حقیقت ہے کہ ہمارے اکثر سکولوں میں بھینسیں بندھی ہوتی ہیں اور اس سے ملحقہ grounds میں بھی بھینسیں بندھی ہوتی ہیں۔ اس ماحول میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے پاس کیا grounds تھے کیونکہ ہمارے پاس آج policy نہیں ہے اور ہم پالیسی بنائیں گے لیکن یہ معلوم کرنا چاہیے کہ ہمارے grounds تھے، ان کی زمینیں باقی ہیں، وہ grounds باقی ہیں یا ان پر plazas بن گئے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کو اس کو as package دیکھنا پڑے گا، ایک پالیسی ہے، اس پالیسی کے ساتھ ساتھ ہمارا جو attitude ہے، وہ کیا ہے، آپ کو وہ دیکھنا پڑے گا۔ جناب! پچھلے ہفتے انوار احمد خان کا انتقال ہوا جو 1962 کے Olympian تھے، وہ پاکستان میں پہلی مرتبہ 1962 میں Cup جیت کر آئے تھے، ان کا پچھلے ہفتے انتقال ہوا، وہ ایک سال سے بیمار تھے، ان کے پاس دوائی کے لیے بھی پیسے نہیں تھے تو آپ کو attitude change کرنا پڑے گا جب پالیسی بنے گی تو آپ کو اس میں یہ تمام چیزیں رکھنی پڑیں گی۔ جناب چیئرمین صاحب! ہمارے ہاں پاکستان میں جن لوگوں نے اپنا نام پیدا کیا ہے، وہ لوگ ہیں جنہوں نے انفرادی طور پر اپنے دوستوں اور کچھ لوگوں کی مدد سے excel کیا اور انعامات جیت کر آئے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو playing grounds کے ساتھ ساتھ players کو جو equipments ملتے ہیں، ان کی distribution ایمانداری سے ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی، یہ بڑا important ہے۔ Ground موجود ہو اور اگر rubber کی ball دی جائے گی اور cricket ball نہیں دی جائے گی تو پھر کام نہیں بنے گا۔ میں نے National Coaching Center میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ pole vault پر جو 45 feet لمبا ڈنڈا ہوتا ہے، وہ درمیان سے nuts and bolts سے جوڑا ہوا تھا۔ اس طرح کام نہیں چلے گا، اگر ایمانداری سے ایک پالیسی بنائی جائے جس میں ان چیزوں کا احتمال رکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا مستقبل بہتر ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جناب مشاہد اللہ صاحب۔

سینیٹر مشاہد اللہ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میرا خود بھی sports سے تعلق رہا ہے، اس لیے میں نے کہا کہ میں بھی اس پر دو چار minutes ضرور بات کر لوں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس طرح ہمارے honourable Members نے گفتگو کی ہے، اس میں مایوسی کا عنصر اس لیے غالب ہے، اس میں واقعی کوئی دو رائے نہیں ہے کہ پاکستان میں کھیل اور کھیلوں کے سرگرمیاں پچھلے عرصے سے بہت زیادہ انحطات کا شکار ہوئے ہیں۔ پاکستان نامساعد حالات میں اور وسائل نہ ہونے کے باوجود کئی بین الاقوامی شہرت یافتہ ٹیمیں بھی بنانے میں کامیاب ہوا بلکہ individual games میں چاہے، squash ہو یا دیگر کھیل، ایسے ایسے champions پیدا ہوئے کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی۔ ہاکی ہمارا national game ہے، مجھے یاد ہے، میں جب چھوٹا تھا تو میری حسرت ہوتی تھی کہ ہماری ہاکی ٹیم کبھی کوئی میچ ہارے کیونکہ ہماری ہاکی ٹیم ہارتی نہیں تھی۔ ہمارا goal keeper اس لیے اچھا نہیں ہوتا تھا کہ اس پر goal نہیں پڑتے تھے تو اس کو goal کی practice نہیں ہوتی تھی، کبھی کبھار ایک آدھ goal ہو جاتا تھا، اب آپ ہاکی کا حال دیکھیں کیا ہو گیا ہے۔ آپ اگر 50s میں چلے جائیں، no doubt cricket میں ایسے ایسے batsman تھے، بڑے بڑے batsman and bowlers تھے، اس کے بعد بھی آئے ہیں اور آج بھی ہیں، میں یہ بھی نہیں کہتا ہے کہ آج بالکل نہیں ہیں۔

جناب! میں اصل میں ایک اور نقطے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، جیسے کبڈی ہے جو یہاں کی دیسی کبڈی ہے، اس کو بڑے عرصے تک نظر انداز کیا گیا لیکن India میں دو تین world cups ہو چکے ہیں، کبڈی alive کھیل ہے، میں نے یہ خود بھی کھیلی ہے، میں نے cricket اور سارے کھیل کھیلے ہیں۔ اس پر دنیا میں توجہ دی جا رہی ہے لیکن ہمارے ملک میں توجہ نہیں دی جا رہی۔ آپ دیکھیں کہ وہاں ہندوستان میں ابھی IPL ہوا ہے، پچھلے دنوں ICL ہوا ہے، پوری قوم اس کھیل کے پیچھے ہے، grounds بھرے ہوئے ہیں، grounds زیادہ بن گئے ہیں۔ اس کی وجہ وہ اتنے پیسے کما رہے ہیں کہ ICC ان کی محتاج ہو چکی ہے۔ ان کی cricket میں اتنے پیسے آ گئے ہیں کہ ICC ہندوستان کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی، کھیل کی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے یہ نتائج نکلتے ہیں۔ India میں جو کام ہو

رہا ہے، وہ پاکستان میں بھی ہو سکتا ہے، اگر اس طرف توجہ دی جائے تو کیوں نہیں ہو سکتا، اس پر پارلیمنٹ کو بھی سوچنا چاہیے۔

جناب فرحت اللہ بابر صاحب نے ایک اچھی قرارداد پیش کی ہے، اس میں ایک اچھا نقطہ ہے۔ اس لیے ہے کہ آپ پوری دنیا میں دیکھ لیں کہ sports اتنی بڑی industry بن گئی ہے، اگر اس پر genuinely توجہ دی جائے اور اس کی industrialization کی جائے اور جو sports کا infrastructure ہے، اس کو مضبوط کیا جائے جو کہ مضبوط نہیں ہے۔ جیسے ابھی جناب طلحہ محمود صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ grounds نہیں ہیں۔ ہم بڑھکیں مارتے ہیں کہ ہم ہر یونین کونسل میں ایک stadium بنا دیں گے تو فلاں کر دیں لیکن کرتے کچھ نہیں ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کو serious لیا جائے، یہ individual level پر نہیں ہو گا۔ اس کے لیے Ministry ہے، وہ کام کر رہی ہے، وہ جتنا بھی کام کر رہی ہے، اس کی جتنی capacity ہے، اتنا کام کرتی رہے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر ایک national committee بننی چاہیے اور اس کمیٹی میں Parliamentarians ہونے چاہئیں، آج ہمارے جو بڑے بڑے heroes موجود ہیں اور ان کی صحت اس قابل ہے کہ وہ input دے سکتے ہیں اور اس میں کام بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے کوئی special fund بھی ہونا چاہیے۔ ہمارے مختلف صنعت کار ہیں، ان کو بھی اس طرف راغب کرنے کے لیے کوششیں کرنی چاہئیں اور ایک ٹھوس منصوبہ بندی کے تحت کام کرنا چاہیے۔ پاکستان میں آج بھی بہت سارے sports ایسے ہیں کہ جیسے آپ snooker کو دیکھیں لیں، ایک شخص فیصل آباد سے اٹھا اور World Champion بن گیا۔ ٹیلنٹ تو موجود ہے لیکن اس ٹیلنٹ کو بقول شاعر:

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا

سو بار جب عقیق کٹا، تب نگیں ہوا

اس عقیق کو کاٹنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس عقیق کو نگینہ بنانے والا کوئی نہیں ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر ہم نے کھیلوں پر توجہ نہ دی تو انحطاط جس طرح ہے اس سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ جس طرح افتخار عارف صاحب نے کہا تھا بارھواں کھلاڑی۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہیں ہم بارھواں کھلاڑی بن کر نہ رہ جائیں۔ افتخار عارف نے ایک معرکۃ الآرا نظم لکھی تھی اسی پر میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ:

خوشگوار موسم میں ان گنت تماشائی

اپنی اپنی ٹیموں کو داد دینے آتے ہیں

اپنے اپنے پیاروں کا حوصلہ بڑھاتے ہیں

میں الگ تھلک سب سے بارھویں کھلاڑی

کو ہوٹ کرتا رہتا ہوں

بارھواں کھلاڑی بھی کیا عجب کھلاڑی ہے

کھیل ہوتا رہتا ہے شور مچتا رہتا ہے

داد پڑتی رہتی ہے اور وہ الگ سب سے

انتظار کرتا ہے،

ایک ایسی ساعت کا ایک ایسے لمحے کا

جس میں سانحہ ہو جائے

پھر وہ کھیلنے نکلے تالیوں کی جھرمٹ میں،

ایک جملہ خوش کن ایک نعرہ تحسین اس کے نام پر ہو جائے

سب کھلاڑیوں کے ساتھ وہ بھی معتبر ہو جائے پر یہ کم ہی ہوتا ہے

پھر بھی لوگ کہتے ہیں کھیل سے کھلاڑی کا عمر بھر کا رشتہ ہے

عمر بھر کا یہ رشتہ چھوٹ بھی تو سکتا ہے

ڈوب جانے والا دل آخری وسل کے ساتھ ٹوٹ بھی تو سکتا ہے

تم بھی افتخار عارف بارھویں کھلاڑی ہو

انتظار کرتے ہو ایک ایسے لمحے کا ایک ایسی ساعت کا

جس میں حادثہ ہو جائے جس میں سانحہ ہو جائے

تم بھی افتخار عارف ڈوب جاؤ گے

تم بھی ٹوٹ جاؤ گے

تو یہ کھیل والے کہیں ڈوب نہ جائیں، ٹوٹ نہ جائیں۔ اس کا خیال کریں۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! ہر فرد کی صحت کے لیے، قوموں کی ترقی اور صحت کے لیے کھیل بہت ہی اہم ہے۔ میں مشرقی پنجاب کے شہر لدھیانہ میں پیدا ہوا۔ جب میں نے ہوش سنبھالا تو دیکھا کہ ہر محلے میں کُشتی کے لیے اکھاڑے ہوتے تھے۔ کبڈی کا کھیل کھیلا جاتا تھا۔ مقابلے ہوتے تھے۔ دیہات میں، شہر میں مقابلے ہوتے تھے لیکن جو ہمارا قومی کھیل ہے جو ہندو پاک کا کھیل ہے کبڈی یا کُشتی اس کا تو اب کم ہی ذکر ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس کی طرف توجہ دیں۔ انتہائی دکھ کا مقام ہے۔ پچھلے دنوں ہندوستان کے شہر لدھیانہ ہی میں پاکستان اور ہندوستان کی ٹیموں کا کبڈی میچ ہوا۔ ایک بار بھارت جیتا تھا اور اس بار پاکستان نے وہاں جا کر فتح حاصل کی۔ چلیں اگر ہار ہی گئے ہیں تو ہارنے کے باوجود ایک جذبہ تو ہے، شوق تو ہے۔ کھیل کی اہمیت تو ہے اور خاص طور پر کبڈی تو ایسا کھیل ہے جو ہر گاؤں اور ہر محلے میں کھیلی جاتی ہے۔ نوجوان لوگ اس میں دلچسپی لیتے ہیں اور کھیلتے ہیں اور اس سے اپنے آپ کو طاقتور بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اچھی صحت کی ضرورت ایک اچھے ذہن کے لیے بھی ضروری ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کوئی زمانہ تھا کہ جب ہندوستان اور پاکستان اکٹھے تھے اور ہمارے لاہور کے ایک بہت ہی مشہور پہلوان تھے جن کا نام گاما رستم زماں تھا۔ گاما رستم زماں وہ پہلوان تھا جس کو پٹیالہ کے راجہ نے sponsor کیا ہوا تھا، اس کو وہاں پر زمین دی ہوئی تھی۔ اس وقت کے جو راجہ مہاراجہ تھے وہ بھی ان کو sponsor کرتے تھے لیکن اب پاکستان میں اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی جا رہی۔ کھیل قوموں کی زندگی کے لیے، افراد کی صحت کو بہتر بنانے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہار جیت کھیل کا حصہ ہوتا ہے لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے کھلاڑی کبھی بھی اپنی ہار نہیں مانتے۔ جی منسٹر صاحب۔

ریاض حسین پیرزادہ (وفاقی وزیر برائے کھیل وثقافت): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سینیٹر فرحت اللہ بابر صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ اس موضوع کو وہ آج اس ایوان میں زیر بحث لائے اور ہم سینیٹ سے ہمیشہ ہی National Sports Policy کی guidance لیتے رہے ہیں۔ پچھلے نو ماہ سے جب سے میں وزیر بنا یہ ایک continuity ہے کسی بھی پالیسی کی کہ جتنی دیر continuation رہے گی وہ پالیسی کامیاب رہتی ہے۔ یہ پچھلی حکومت کی پالیسی تھی، پچھلی کابینہ کی منظوری تھی ہم اس کو continue کر رہے تھے۔ سینیٹ کی کمیٹی نے بھی پہلی مرتبہ ہمیں بہت boost دیا اور سینیٹر فرحت اللہ بابر نے جو background دیا یہ ہو بہو وہی picture ہے اور یہی پالیسی ہے جس کو پاکستان follow کرنا چاہتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں ذاتی طور پر کہتا ہوں کہ جیسے ہی میں نے حلف لیا تو یہ IOC کا مسئلہ آیا جس کی وجہ سے یہ ساری یہاں پر بحث چلی۔ جناب چیئرمین! اگر آپ مجھے bear out کریں تو دہشت گردی نے اس ملک کی مسجد، گرجا، مندر کوئی چیز نہیں چھوڑی جہاں پر آزادی سے کوئی کام ہو سکے۔ کھیل کے میدان متاثر ہوئے۔ سینیٹر کرنل مشہدی صاحب اس چیز سے اختلاف نہیں کریں گے کہ کرکٹ کی جو base پاکستان میں تھی وہ کراچی کے بیٹسمین اور کراچی کے وکٹ کیپر تھے۔ جب سے وہاں پر حالات خراب ہوئے اور کھیلوں کے میدان بند ہوئے تو یہ المیہ ہوا۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ آپ کرکٹ کیوں ہار رہے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ جب کراچی نے بیٹسمین اور وکٹ کیپر دینے بند کر دیے کیونکہ کراچی کی فضاء ایسی ہے کہ اس کے heavy atmosphere کی وجہ سے ball swing کرتی ہے، ball turn کرتی ہے اور وکٹ کیپر دونوں طرف agile ہوتا ہے جبکہ پنجاب سے جیسا بھی وکٹ کیپر آئے ، باؤلر پنجاب دے رہا ہے، فرنٹیئر دے رہا ہے، پورا پاکستان اس میں contribute کر رہا ہے لیکن کلاسیکل بیٹسمین جو جیتنے کے لیے ہوتے ہیں وہ جب تک کراچی produce نہیں کرے گا اور وکٹ کیپر نہیں دے گا تو ہماری کرکٹ ایسی ہی رہے گی۔ ہمارا المیہ یہ بھی ہے کہ آپ آسٹریلیا کا سسٹم دیکھیں جہاں پر کھیلوں کی یونیورسٹیاں ہیں، جہاں پر بے تحاشہ خرچ کیا جاتا

ہے۔ان کی ٹیم ابھی T-20 میں کسی نمبر پر نہیں آئی لیکن کہیں کوئی عذاب نہیں آیا اور نہ کسی کا گھر ٹوٹا۔یہاں تو ہم ایک میچ ہار جائیں تو ہمارے کھلاڑیوں کی تضحیک کی جاتی ہے، گھروں کو آگ لگانے پہنچ جاتے ہیں۔جب جذبہ ہی نہیں کھیلوں کا تو کیا کیا جا سکتا ہے۔

پنجاب میں جب میاں نواز شریف وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے سات مرلہ سکیم شروع کی۔ میں اس وقت revenue committee میں تھا۔ارشد خان لودھی وزیر تھے اس میں مجھے اور شاہ محمود قریشی صاحب کو بھی رکھا گیا اور سات مرلہ سکیم جس کے خالق میاں محمد نواز شریف صاحب تھے اس میں ہم نے ایک فٹ بال گراؤنڈ رکھا لیکن ان سب پر قبضہ ہو گیا۔کسی بھی کچی آبادی میں اس وقت کوئی گراؤنڈ نہیں۔جب infrastructure ہی نہیں ہوگا تو پھر کھلاڑی ہمیشہ indigenous پیدا ہوتے ہیں، گلیوں سے نکلتے ہیں،دنیا کے بہترین نامور کھلاڑی ، جس طرح کامیاب لوگ، بہت پڑھے لکھے لوگ ٹاٹوں پر پڑھ کر ابراہام لنکن بنتے ہیں اور گلیوں کی لالٹینوں میں پڑھ کر بڑے لوگ پیدا ہوتے ہیں تو جناب چیئرمین! کھیل ایک ایسی چیز ہے ۔میں بتاؤں کہ میں throughout Public School میں پڑھا ہوں، hostel میں رہا، میں اپنے سکول کا best athlete بھی تھا، میں hockey team میں سب سے youngest player select ہوا، چونکہ ہم hostel میں رہتے تھے، ہمارا common room تھا تو ہم سارے indoor games بھی کھیلتے تھے۔وہاں پر جمناسٹک سے لے کر indoor games, hockey, football, cricket, swimming یہ تمام games compulsory ہوتی تھیں۔میں نے یہ سب ٹریننگ حاصل کی اور جب مجھے یہ portfolio ملا تو میں نے آتے ہی اس پر کام کیا۔ 18th Amendment کے بعد sports صوبوں کو devolve ہو چکی ہے،یہاں پر سینیٹر صاحبان نے کافی چیزوں کے بارے میں کہا جو کہ اب صوبوں کو جا چکی ہیں۔یہاں پر ایک complex ہے جسے میں upgrade کر رہا ہوں،اسے ہم یونیورسٹی بنانا چاہتے ہیں، ہم اپنے نئے D.G اور سیکریٹری کو اسٹریلیا بھیج رہے ہیں تاکہ یہاں ایک بنیاد رکھی جا سکے۔میں نے مختلف Vice Chancellors سے بات کی ہے، ہمارے sports میں سب سے زیادہ فیصل آباد contribute کرتا ہے، زرعی یونیورسٹی کے چانسلر صاحب نے بھی کہا کہ ہمیں بھی

اپنے ساتھ alliedکریں ، ہم بھی یہاں اپنی classesشروع کریں گے۔ تمام universitiesکے campusesتیار ہیں۔

جناب چیئرمین! ایک PT masterکا ادارہ تھا، وہ بالکل ختم ہو گیا ہے، وہ ایک نرسری تیار کرتا تھا۔ اس وقت بڑے بڑے کھلاڑی جو کہ تیسری دنیا میں کھیل رہے ہیں، سری لنکا کا مرلی دھرن 7th class سے سکول ٹیم سے direct national teamمیں آ گیا۔ اب وہ infrastructureنہیں رہا، PT masterکا عہدہ نہیں رہا، وہ feeding groundsنہیں رہے۔ ابھی پچھلے دنوں ہشتگردی کی وجہ سے لیاری کے فٹ بال گراؤنڈ میں کھلاڑیوں کو مار دیا گیا۔ میں سینیٹر بابر کا شکریہ ادا کرتا کہ انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قاعدے اور قانون کے مطابق ہونا چاہیے اور اسے حکومتوں نے implementکرنا ہے۔ سینیٹ کی کمیٹی نے بھی یہی کہا تھا، ابھی کچھ دن پہلے ہماری کمیٹی نے اپنی پالیسی reviseکی ہے۔ اگر مجھے اجازت ہو تو ہماری کمیٹی کی طرف سے جو recommendationگئی ہے اسے میں تھوڑا سے پڑھتا ہوں۔

> "The Government of Pakistan should not create any hurdle in the working of Pakistan Olympic Association and collaborate with IOC to resolve any conflict. The Pakistan Sports Board already recognizes the Pakistan Olympic Association is not an associate affiliated to the Pakistan Sports Board and is an independent autonomous body and financially independent of the Pakistan Sports Board. Therefore, any involvement or imposition of a policy by the Pakistan Sports Board does not have a legal standing.".

اب یہاں پر ایک recommendationتو ہمیں یہ دی گئی اور پھر مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ Supreme Courtکی judgmentمیں تو بہت clear تھا، جیسا کہ سینیٹر صاحب نے بتایا۔ حکومت کی پالیسی بہت clearہے، Cabinetکی approvalہے۔ یہاں پر ہمیں کہا گیا

ہے کہ پالیسی implementتوکر سکتے ہیں لیکن enforceنہیں کر سکتے، یہ recommendationبھی اسی میں آئی ہے۔

جناب چیئرمین! ہم توabideکرتے ہیں with the recommendations of the Senate because I am grateful to them, they have been very helpful and supporting this government policyوہstillاس میں changesکے لیے کہہ رہے ہیں لیکن ہم IOCکے underپھنسے ہوئے ہیں۔ جب ہم نے اپنی پالیسی کو in letter and spirit implementکرنے کی کوشش کی اور ہم نے کہا کہ Olympic Houseکی جو جنرل ساہی کی elected bodyہے، اس کے حوالے کر دیا جائے تو Olympic Associationنے کہا کہ ہم پاکستان کو banکر دیں گے، آپ ہمارے مسئلے میں interferenceنہیں کر سکتے۔ وہاں پر ہمارے سیکریڑی صاحب گئے اور ہم نے انہیں کہا کہ ہمارے ملک کے اپنے قوانین ہیں، ہماری سینیٹ ہے، ہمارا سپریم کورٹ ہے، ہماری Cabinetکے فیصلے ہیں، ہم اپنے ملک کے فیصلوں کا احترام کرتے ہیں اور آپ کے lawsکا بھی احترام کرتے ہیں لیکن جس انداز سے آپ کی Olympic Associationنے ہمارے ملک میں قانون کی دھجیاں اڑائی ہیں، اس کے ساتھ ہم نہیں چل سکتے۔ اس کے باوجود بھی انہوں نے ہمیں کہا کہ نہیں آپ ہر صورت میں Olympic Houseواپس کریں، آپ ہماری یہ یہ شرائط مانیں۔ بہر حال ابھی Olympic Associationکے ساتھ date fixہوئی ہے، ہمارے سیکریڑی صاحب نے جانا ہے۔ آج اگر مجھے سینیٹ unanimously recommendationدے دی گی تو یہ ہمارے لیے فائدہ مند ثابت ہو گی اور جس National Sports Policyکے بارے سینیٹر بابر اور دیگر سینیٹر صاحبان ذکر کر رہے ہیں، اس کا ہم in letter and spiritدفاع کریں گے۔ سینیٹر بابر نے صحیح کہا کہ اگر آپ وہاں پاکستان کا flagنہیں لیجا سکتے تو آپ Olympic flagلے کر participateکر سکتے ہیں لیکن جب بھی کسی جیتنے والے کا نام آتا ہے تو ملک کا نام ضرور آتا ہے۔ جب آپ national flag carryکرتے ہیں، جو سب سے بڑی بات ہے، جب آپ کسی ملک کا جھنڈا لے کر جاتے ہیں تو پھر آپ اس ملک کے قانون اور قاعدوں کے پابند ہوتے ہیں، یہ کسی صورت میں نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص اس چیز سے ماورا ہو جائے کہ وہ اس ملک کا قائد بن کر جائے اور

کہے کہ میں ملک کے قانون کو نہیں مانتا۔ میں تو ECL پر بھی رکھوانے کے لیے تیار تھا، جو لوگ جس انداز سے روندھ کر آتے ہیں اور پھر ان کو جمہوریت، قانون اور قاعدے یاد آجاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! جب جنرل عارف صاحب آئے تھے تو شاہد علی شاہ صاحب کو Presidency میں بلا کر استعفیٰ لکھوایا گیا تھا، یہ وہی عمل ہوا تھا جو Chief Justice of Pakistan کے ساتھ ہوا تھا لیکن وہ ڈٹ گئے۔ شاہد علی شاہ صاحب کے والد بھی Olympic Association IOC کے ہمیشہ چیئرمین رہے، شاہد علی شاہ صاحب سے زبردستی استعفیٰ لیا گیا اور bulldoze کیا گیا اور bulldoze ہونے کے بعد انہی جنرل صاحب موصوف نے اپنے ہی دور میں یہ قانون بنایا کہ تیسری دفعہ کوئی الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتا، پھر وہ جعلی الیکشن کروا کر مسلط ہو گئے۔ اب پاکستان کو threat کیا جاتا ہے کہ پاکستان پر پابندی لگ جائے گی۔ جناب چیئرمین! سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ ایک آدمی پاکستان کا citizen ہو اور ایک معمولی سی کرسی کے لیے ایسا کرے۔ کیا پاکستان کی حکومت اس لیے ہے کہ ایک فیڈریشن سے کسی کی کرسی تھوڑی سی ہلے تو تو وہ پاکستان پر پابندیاں لگوا دے، اگر اس قسم کا رویہ ہے کہ تو ایسے لوگوں کے خلاف تو ویسے ہی proceed کیا جا سکتا ہے کہ inspiring against Pakistan. ہماری گورنمنٹ کو اس پر strong action لینا چاہیے، میں as a sportsman, as an athlete, as a Minister, as a citizen of Pakistan یہ سمجھتا ہوں کہ اسے ECL پر ڈالنا چاہیے، ان کے خلاف proceed بھی کرنا چاہیے لیکن ہر آدمی کی ایک رائے ہے اور یہ رائے T.V پر اور مختلف جگہوں پر آئے گی اور اگر پاکستان پر پابندی لگتی ہے تو پھر حکومت پر بیجا تنقید شروع ہو جائے گی کہ یہ وہ حکومت ہے جو sport policy کا تحفظ نہ کر سکی۔ اس لیے ہم نے matter کو ایک مہینے کے لیے prolong کیا ہے، IOC میں جا کر ہمارے سیکریٹری صاحب اپنا case plead کریں گے۔ آج ہمیں سینیٹ یہ اجازت دے دے کہ پاکستان کے قوانین و ضوابط، پاکستان کی sports policy، کیبنٹ کی منظوری کے تحت ہو گی، کوئی آدمی اس سے ماورا نہیں ہو سکتا۔ یہ ہمارا بہت اچھا point ہو گا جو ہم وہاں پر پیش کر سکیں گے اور امید ہے کہ ہم اس پورے مسئلے کو ختم کر دیں گے۔

ہماری بہن نے فٹ بال فیڈریشن کا ذکر کیا، فٹ بال فیڈریشن جب matches کراتی ہے تو sports board ان کو پیسہ دیتا ہے، یہ tournaments کرائیں ہم ان کو پیسے دیں گے۔ فیڈریشن میں پیسہ آتا ہے، Olympic Association کے تحت جو بھی dollars یا pounds آتے ہیں اس کا یہ audit نہیں کراتے، یہ پاکستان کے قانون کے تحت پیسے کا حساب نہیں دیتے اور تمام پیسہ litigation میں اور عدالتوں میں جا کر لگاتے ہیں، اس پر کوئی قدغن ہونی چاہیے، آپ پاکستانی قوانین کو توڑنے کے لیے عدالتوں میں جا کر بھاری فیسیں ادا کرتے ہیں بجائے اس پیسے کو sports میں لگائیں یہ اسے litigations میں لگاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں ہماری منسٹری کے مشاہدے میں ہیں۔ ہمارے ملک میں indigenous sportsmen ہیں، جہانیاں میں دو لڑکے چار پائیاں رکھ کر ٹینس کی practice کرتے تھے، کسی نے ان کو دیکھا، اب وہ Pakistan Junior Champion بن گئے ہیں، ہم نے انہیں ملائیشیا میں پاکستان کو represent کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ لاہور کے ایک function میں بچیاں جمناسٹک کر رہی تھیں، پاکستان کی گرم آب و ہوا ہونے کی وجہ سے گورے لوگوں کے مقابلے میں ہمارے لوگوں کی ہڈیوں میں زیادہ لچک ہے، جہاں برف پڑتی ہے وہاں پر لوگوں کی ہڈیاں ذرا stiff ہوتی ہیں۔ اس جمناسٹک کے دوران ایک لڑکی کی تو ہڈی ہی نظر نہیں آ رہی تھی تو میں نے ان کے والدین کو approach کیا کہ اگر ان کے والدین ادھر ہوں تو ان سے پوچھیں کہ وہ چاہیں تو ان کو ہم Romania, Czecho Slovakia, Russia, China جو training کے لیے ملک اس میں top کر رہے ہیں وہاں بھجوا دیتے ہیں۔ اور ان کے والدین خوشی سے جانے کے لیے تیا ر ہو گئے، اس کو ہم نے China training کے لیے بھجوایا ہے اور امید ہے کہ وہ لڑکی پاکستان کے لیے gold medal لے کر آئے گی۔ Indigenous players آتے ہیں لیکن infrastructure کا ہونا بہت ضروری ہے۔ Inside یہ ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان کے لیے ایک Sports University کی بنیاد رکھیں۔ ہم نے اس بجٹ میں request کی ہے کہ اگر پیسے مل جائیں ورنہ یہاں training کے لیے ہم international trainers کو بلا کر جو لڑکے indigenously نکل رہے ہیں ان کی اور coaching, referees کی training کروائیں ۔ اور جو لڑکے tennis کے لیے آئے ہیں ان کو ہم نے Sports

Board میں free کھانا، کپڑے، اگر وہ پڑھنا چاہیں تو ان کی education کا خرچہ بھی ہم دیں گے۔ اور ان کو practice کے لیے جو چیزیں درکار ہیں وہ بھی ان کو Sports Board دے گا۔ اس وقت جو ہاکی کا camp لگا ہوا ہے ہم نے یہ medal واپس لینا ہے، ہاکی کی جو Astroturf پرانی ہو گئی ہیں خاص طور پر گوجرہ، جو ہمارا main feeder ہے اور سینیٹر صاحب کا علاقہ ہے، اس کے لیے اور وہاڑی کے لیے ہم نے نئی Astroturf کا کہا ہے اور جہاں جہاں سے indigenous players آ رہے ہیں۔ بہاولپور میں already ہے، رحیم یار خان، ملتان، بنوں اور کوہاٹ میں camp لگائیں گے۔ فاٹا کا علاقہ اس وقت ہمارے لیے sports میں بہت فائدہ مند ہے۔ فاٹا کے لوگوں کو میں سلام پیش کرتا ہوں، Higher Education پاکستان میں اس وقت پانچویں، چھٹے نمبر پر ہے اور فاٹا کے لڑکے اس میں top کر رہے ہیں۔ International educational scholarships پر بھی فاٹا کے لڑکے زیادہ جا رہے ہیں۔ فاٹا کے players بھی بہتر ہیں۔ فاٹا کے Senators اور M.N.As مجھے روزانہ approach کرتے ہیں کہ stadium کے لیے جگہ ہم دیتے ہیں آپ ہمیں جگہ بنا کر دو۔ اور یہ ایک ایسا شوق ہے کہ جیسے ہی ہمارے Senators, M.N.As اور حکومت اپنا in roads کرے گی۔ دہشت گردی کا sports ہی جواب ہے۔ کیونکہ لوگ جب نکلیں گے، میدان آباد ہوں گے، لوگوں کو آزادی چاہیے جو دبے ہوئے ہیں۔ دہشت گردی نے اس ملک کا کچھ نہیں چھوڑا۔ ہمیں ایک بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ as a sportsman, as an athlete, as a political worker اور میں تقریباً پچاس سال سے سیاست میں ہوں، تمام داؤ پیچ بھی دیکھے ہیں، اتار چڑھاؤ بھی دیکھے ہیں، لیکن جس خدمت پر مامور کیا ہے وہ میرا اپنا شوق بھی ہے اور جیسے ہی موقع ملا ہم Senators صاحبان کی رہنمائی میں، لیکن یہ نہ ہو کہ جب ایک فیصلہ ہو تو دوسرا اس سے disagree کرے، unanimous فیصلہ ہو اور unanimous فیصلوں سے ہی government آگے چل سکتی ہے۔ اگر government unanimous فیصلے نہیں کرتی تو political system میں آگے چلنا بہت مشکل ہے۔ میرا خیال ہے کہ sports policy کو implement کرنے میں میں کوئی ایسی شق نہیں رکھوں گا جس کو میں implement نہ کر سکوں یا اس کی continuity کو ختم کر دوں۔ میں سینیٹر بابر کو یقین دلاتا ہوں کہ اس policy کا دفاع بھی کیا جائے گا اور پاکستان کی

sports کو بڑھانے کے لیے سینیٹ اور قومی اسمبلی کی تمام تجاویز سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔ انوار احمد خان صاحب ہمارے بہت اچھے Center Forward تھے ان کے لیے بات ہوئی تھی، ہم نے ایک fund قائم کیا ہے جس سے ہم اپنے نامور national heroes جب وہ بوڑھے ہو جائیں اور کام نہ کر سکیں اس fund سے ان کی مالی معاونت کی جائے گی۔ گزشتہ دنوں Prime Minister صاحب کے حکم پر حنیف محمد صاحب کی بھی معاونت کی گئی تھی۔ باقی players جو تکلیف میں ہیں اور ان کی طرف سے جیسے جیسے ہمیں applications موصول ہو رہی ہیں اس fund سے ان کی مکمل معاونت کی جائے گی۔ اور sports کو boost-up کرنے کے لیے جیسا کہ سینیٹر جعفر نے کہا کہ sportsmen spirit کا ہونا بہت ضروری ہے۔ جناب یہاں دہشت گردی اس حد تک چلی گئی کہ ایک معمولی سی federation کو چھوڑنے کے لیے بھی عدالتوں میں کروڑوں روپے لگا دیئے جاتے ہیں اور وہ چاہے بندوق سے ہو یا بے ایمانی سے، sportsmen spirit نہیں ہے۔ ملک اور قوم کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو ملک اور قوم کے لیے وقف کرنا چاہیے ۔ بڑی مہربانی جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی سعیدہ اقبال صاحبہ آپ اسی پر بات کرنا چاہیں گی۔ آپ پہلے کوئی suggestions دے دیتیں تاکہ اس پر منسٹر صاحب کوئی جواب بھی دے دیتے۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب منسٹر صاحب میرے لیے انتہائی محترم ہیں اور ہم اس حوالے سے ان کے ساتھ Inter Provincial Committee میں کام کر رہے ہیں۔ چونکہ فرح عاقل صاحبہ یہاں نہیں ہیں تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ the policy needs to be revised اور منسٹر صاحب نے ابھی فرمایا کہ بہت سی چیزیں devolve ہو چکیں، یقیناً devolve ہو چکیں ہیں، مگر میری I.C.T. کے سینیٹر ہونے کے ناطے یہ گزارش ہے کہ I.C.T اور FATA تو ہمارے پاس ہیں۔ FATA کے حوالے سے بھی منسٹر صاحب نے بہت اچھی اچھی باتیں بتائیں جو appreciable ہے کہ FATA میں کافی کچھ ہونے جا رہا ہے، مگر بات یہ ہے کہ clear policy ہو اور ہم I.C.T. کو ایک ماڈل بنا کر صوبوں کو پیش کریں۔ کیونکہ صوبوں کو تو جو چیز

devolve ہو گئی وہ تو ہو گئی، مگر جو ہمارے پاس ہے اس کو تو ہم کریں۔ ہم I.C.T. میں کچھ نہیں کر رہے صرف صوبوں کی بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! میں فاضل وزیر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے واضح طور پر یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ پاکستان کی Sports Policy کا دفاع کریں گے، اسے uphold کریں گے۔ انھوں نے ایک بات کہی کہ unanimous فیصلہ اور unanimous آواز اس ایوان کی طرف سے آنی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو تو کوئی اعتراض نہیں ہو گا in calling upon the Government to uphold the National Sports Policy. The decision of the Federal Cabinet, the verdict of the Supreme Court and the recommendations of the Parliamentary body with regard to the National Sports Policy and this House should also calls upon the Government not to succumb to any pressure and blackmail in reversing from the National Sports Policy میرا خیال ہے کہ اس formulation پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

Mr. Acting Chairman: The motion has been talked out. Now I put the substantive Motion moved by Senator Farhatullah Babar before the House.

(The Motion was carried)

Discussion on the Motion (under Rule 218) moved by Mr. Aitzaz Ahsan alongwith six other Members regarding political situation developed in the country due to certain reasons

Mr. Acting Chairman: We may now take-up Item No.4. Mr. Aitzaz Ahsan, Mian Raza Rabbani, Mr. Moula Baksh Chandio, Mr. Afrasiab Khattak, Mr. Muhammad

Zahid Khan, Haji Mohammad Adeel and Mr. Ilyas Ahmed Bilour may move the Motion please.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move that this House may discuss the political situation prevailing in the country.

Mr. Acting Chairman: Who will speak?

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! اگر آپ اجازت دیں تو میں بات کرتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Please.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ملک اور وفاق کی مجموعی صورت حال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ تمام stakeholders اپنے پارٹی اور institutional interests سے بالاتر ہو کر وفاق اور وفاق کے سسٹم کو بچانے کے لیے آگے بڑھیں۔

جناب چیئرمین! یہ بات بالکل واضح ہے کہ وفاقِ پاکستان کا survival اب 1973 کے آئین کے تحت دیے گئے federal parliamentary form of government کی مکمل implementation میں ہے۔ اگر اس سسٹم کو تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی اور اسے ایک quasi-presidential form of government یا امیرالمومنین یا dictatorial یا technocratic system میں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر شاید پاکستان کی survival کٹھن اور مشکل ہو جائے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تمام stakeholders کو یہ بات باور کرنی چاہیے کہ اگر سسٹم میں کسی قسم کی تبدیلی آئی یا لانے کی کوشش کی گئی تو اس کے repercussions وفاقِ پاکستان کے لیے نہایت ہی سنگین ہوں گے۔ مجھے یہ بھی کہنے دیجیے کہ آج پاکستان ایک ایسی نہج پر آ کر کھڑا ہو گیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ immediately نہ ہو

but in the long run, there is a distinct possibility that the federation as we know it today, with its geographical boundaries, whether it would be able to subsist, is a question which historians will write about.

جناب چیئرمین! ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ اس وقت there is an insurgency of sorts in Balochistan. اٹھارھویں ترمیم، devolution اور صوبائی خود مختاری کے بعد بلوچستان کی nationalist forces جو وفاقِ پاکستان اور آئین پاکستان کے اندر رہ کر کام کرنا چاہ رہی تھیں یا کرنا چاہ رہیں ہیں، ان کے پاس ایک بہت بڑا argument آیا کہ اگر آپ political struggle اور dialogue کے ذریعے سسٹم میں رہ کر بھی جدوجہد کریں، تو عین ممکن ہے کہ آپ اپنے حقوق ایک حد تک پانے میں کامیاب ہوں اور پھر آپ اپنی جدوجہد کو آگے بڑھائیں۔ دوسری طرف ایک ایسی صورت حال ہے، خاص طور پر خیبر پختونخوا اور اربن سندھ اور پنجاب میں جہاں مذہبی دہشت گردی، انتہا پسندی اور sectarianism پنپ رہے ہیں۔ Here unfortunately, Islam is being used to further a political agenda. اس چیز کا پاکستان کی سیکیورٹی فورسز تنہا مقابلہ نہیں کر سکتیں جب تک ان کے پیچھے اور ان کے ساتھ پاکستان کی سیاسی قوتیں اور پاکستان کے عوام نہ ہوں۔

جناب چیئرمین! اگر یہ سسٹم تبدیل ہوتا ہے تو نام اس کو آپ جو مرضی دے دیجیے لیکن وہ ایک dictatorship کو جنم دے گا اور dictatorship میں centralization جنم لیتی ہے۔ جب centralization جنم لے گی تو صوبائی خود مختاری اور devolution کا process roll back ہونا شروع ہو جائے گا۔ وہ احساسِ محرومی جو ایک حد تک آپ اس پارلیمان کے ذریعے ختم کرنے میں کامیاب ہوئے بالخصوص چھوٹے صوبوں میں، وہ ایک بار پھر جنم لے گا۔ Trust deficit جو اسلام آباد اور کراچی کے درمیان، جو اسلام آباد اور کوئٹہ کے درمیان، جو اسلام آباد اور پشاور کے درمیان تھا، وہ ایک بار پھر بڑھنے لگے گا، جب وہ بڑھے گا تو polarization بڑھے گی۔ جب polarization بڑھے گی تو intolerance آئے گی۔ جب intolerance آئی گی تو violence آئے گی اور وہ قوتیں جو اس وقت آئین سے ماورا اور آئین سے بالاتر ہو کر اپنی مسلح جدوجہد کر رہی ہیں، ان کو تقویت ملے گی۔

I would not put it beyond the pale of possibility that new movements and new insurgencies are born in the wake of all of this.

جناب چیئرمین! ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ جو military takeovers, 50s, 60s, 70s and 90s میں ہوئے، اب کا پاکستان ان کا متحمل نہیں ہو سکتا، یہ ایک تبدیل شدہ پاکستان ہے۔ ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ پاکستان ایک multi-ethnic nation ہے اور اس میں diversity ہے۔ اسی diversity کے ذریعے ہم نے unity build کرنی ہے۔ اسلام آباد کی طرف سے ایک forged or forced unity نہ پہلے کامیاب ہوئی اور نہ اب بدلتے ہوئے حالات میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! آج ہم جس موڑ پر آکر کھڑے ہیں، وہاں ایک بنیادی سوال ہمارے سامنے ہے۔ وہ بنیادی سوال یہ ہے کہ پاکستان کا ایک ریاست کے طور پر کیا تصور ہے۔ کیا پاکستان کا تصور وہی ہے جو اگست 1947 کی تقریر میں قائدِ اعظم نے دیا تھا کہ یہ ایک welfare state ہو گی یا پھر پاکستان کا تصور وہ ہے جس کے تحت بعد میں، قائد کی شہادت کے بعد پاکستان کو ایک garrison state میں تبدیل کر دیا گیا یا ایک national security state میں تبدیل کر دیا گیا؟ Garrison state or national security state کے تقاضے پورے کرتے کرتے، آج پاکستان کس نہج پر آکر کھڑا ہو گیا ہے؟ اس state کو برقرار رکھنے کے لیے جو مختلف stakeholders کی alliances اس دور میں بنیں جس میں judiciary, religious parties اور پاکستان کی ruling elite, جاگیر دار اور سرمایہ دار وہ تمام کے تمام شامل رہے اس کا کیا net fallout ہوا۔ وہ آج آپ دیکھ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم ایک بڑے نازک transition سے اس وقت گزر رہے ہیں۔ ابھی تک صرف ایک civilian transfer ہوا ہے اور ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ایک civilian transfer of power from one elected Government to the other سے کہ ہم نے ایک بہت بڑا milestone cover کر لیا ہے۔ We have just taken the first step, Mr. Chairman, the supremacy of the Constitution has just taken ropes.

جناب Institutionalization of system is in embryonic state. چیئرمین! مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ایک systematic طریقے سے بڑھا جا رہا ہے تاکہ جو سسٹم ہے اس کی dismantling ہو جائے تاکہ جو سسٹم ہے اس کو ختم کر دیا جائے۔ سب سے پہلے جناب چیئرمین! the basis of the system یعنی elections is being called into question. ہمارے تحفظات تھے، ہمارے تحفظات آج بھی ہیں لیکن ایک سال کے بعد ان elections کو question کرنا اور شک و شبہ پیدا کرنا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے ساتھ جناب چیئرمین! اگر آپ حالیہ بیانات کو دیکھیں گے اس سسٹم کے product کو اور پارلیمان کو challenge کرنا اور کہنا کہ یہ ایک redundant چیز ہے۔ آپ کس نہج پر اور کس طرف لے کر جا رہے ہیں۔ پھر جناب چیئرمین! جو institutions آئین کے تحت کام کر رہی ہیں ان کو متنازعہ بنانا، میں خوش نہیں ہو سکتا Election Commission of Pakistan کی کارکردگی سے لیکن اس کو questionable بنانا اور اس کو اس حد تک متنازعہ بنانا کہ that provisions of the Constitution comes irrelevant. پھر اس کے ساتھ ساتھ judiciary کو in question لانا، judiciary کے کردار کو، former Chief Justice کو questionable بنانا جناب چیئرمین! ہم کس نہج کی طرف بڑھ رہے ہیں؟ بات صرف یہاں پر آ کر نہیں رکتی۔ Why I am fearful کیونکہ کڑی سے کڑی ملتی جاتی ہے۔ یہ تمام چیزیں کرنے کے بعد میڈیا جو ایک check ہو سکتا ہے، جو ایک watchdog ہے سسٹم کو برقرار رکھنے کے لیے اس پر قدغنیں لگانے کی باتیں کرنا، میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی مناسب بات ہے۔ چاہے ہم اس میڈیا کے ساتھ agree کریں یا نہ کریں لیکن میڈیا پر قدغن لگانے کا دور اب نہیں رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ میڈیا کے اندر خود تفرقہ پھیلانا تاکہ میڈیا بٹ جائے۔ یہ ہم کس نہج کی طرف جا رہے ہیں؟ پھر جناب چیئرمین! in the final آپ ذرا تاریخ کو دیکھیں۔ تاریخ کیا کہتی ہے؟ تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ پاکستان کے اندر پہلے بھی الیکشن کو متنازعہ بنایا گیا۔ الیکشن کو متنازعہ بنانے کے بعد PNA کی شکل میں اس movement کو ایک religious turn دے دیا گیا۔ اگر آج بھی آپ غور کریں تو آج بھی ہم کچھ اسی نہج کی طرف جا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! the signs are ominous اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ وقت ہے کہ تمام political forces, تمام

democratic forces, تمام progressive forces اور پاکستان کی political landscape کے اندر جتنے stakeholders ہیں ان کو چاہیے کہ وہ کچھ soul searching ضرور کریں۔

Mr. Chairman, because this time not the Constitution but the federation is at stake. Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: بہت شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! میں رضا ربانی صاحب کی تمام باتوں سے اتفاق کرتے ہوئے کوشش کروں گا کہ کوئی ایک بات بھی نہ دہراؤں اور جو آج کے حالیہ واقعات اس ملک میں ہو رہے ہیں ان پر تھوڑی سی مختصراً آپ کے سامنے گزارشات عرض کروں۔ جناب! اگر ہم تھوڑا سا واقعات پر نظر ڈالیں تو یہ سلسلہ جو شروع ہوا حامد میر صاحب کے اوپر ایک قاتلانہ حملہ ہوتا ہے۔ اتنا بڑا واقعہ ہوا، اس ملک کے اتنے سینیئر اور معتبر صحافی کے اوپر attack ہوا اور آج اگر آپ میڈیا دیکھیں اور اخبارات دیکھیں تو آپ کو شاذو نادر کوئی تذکرہ نظر آتا ہوگا کہ حامد میر صاحب کے اوپر بھی کوئی attack ہوا تھا۔ وہ واقعہ کہیں گوشہ گمنامی میں چلا گیا اور اس واقعے کی کوکھ سے جنم لینے والے کچھ اور واقعات ہیں جو آج ہمارے اس پورے سیاسی ماحول کے اوپر چھائے ہوئے ہیں۔ اسی مقام پر کھڑے ہو کر اس وقت بھی ہم نے criticize کیا تھا حامد میر صاحب پر ہونے والے attack کو اور پھر یہ کہا تھا کہ ان کے گروپ نے حامد میر صاحب پر ہونے والے حملے کے نتیجے میں جو خبریں چلائیں اس میں انہوں نے overplay کیا ہے اور حامد میر صاحب کے کیس کو نقصان پہنچایا لیکن آج میں سمجھتا ہوں کہ اگر جیو نے اس کو overplay کیا تھا اور اس کیس کو نقصان پہنچایا تھا اور جو غلطی جیو نے کی تھی اس کے بعد جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس سے زیادہ شاید اس کو overplay کر رہے ہیں۔ جب ISI کے Chief کا نام لیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہی کوئی سیاسی جماعت ہو، شاید ہی کوئی سیاسی رہنما ہو، اس ملک کا شاید ہی کوئی ایسا فرد ہو جس نے جیو کے اس عمل پر تنقید نہ کی ہو لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ مناسب بات یہ تھی کہ وزارتِ دفاع نے PEMRA کو ایک complaint بھیج دی، PEMRA کے پاس اپنے قانونی اختیارات موجود ہیں، وہ اس complaint کو دیکھ لیتی، جیو کے لیے قانونی طور پر جو سزا بن سکتی

تھی وہ سزا اسے دے دیتی لیکن اس کے بعد کالعدم تنظیموں کی طرف سے جلوس نکلنا شروع ہوئے، بڑے بڑے جلسے شروع ہو گئے، وہ ہمارے شکوک کو مزید تقویت دینے کا باعث بنے ہیں۔ اگر ایک چینل یا ایک group نے غلطی کی تھی، ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی ہونی چاہیے تھی لیکن جب آپ قانونی کارروائی کو ایک طرف رکھ دیں اور سڑکوں پر آ کر اداروں پر دباؤ ڈالنے کی کوشش شروع کریں تو اس سے اچھے نتائج نہیں نکلیں گے۔ اس کے بعد ایک دن ایک اور blunder ہوا، جیو کے ایک morning show میں انہوں نے اہل بیت کی توہین کرتے ہوئے کوئی پروگرام چلا دیا۔ اس پر بھی complaints چلی گئیں، PEMRA نے notice serve کر دیا، کسی private complainant نے بھی complaint درج کروا دی، PEMRA کو اس پر بھی کارروائی کرنے دی جاتی اور ہمیں وہاں تک محدود رہنا چاہیے تھا لیکن اس کے بعد توہین رسالت کے قانون کو بنیاد بنا کر مختلف عدالتوں میں درخواستیں دائر کروائی گئیں اور مختلف عدالتوں نے یہ احکامات بھی جاری کر دیے کہ توہین رسالت کا مقدمہ درج کر لیں۔ ہمارے محترم جج صاحبان جو انتہائی قابل احترام ہیں، شاید وہ بھی دباؤ کا شکار ہوتے ہیں اور دباؤ میں آ کر کچھ ایسی چیزیں کر جاتے ہیں جن کے نتائج کا شاید انہیں احساس نہیں ہوتا۔ کیا جیو کے اندر کام کرنے والے لوگ اور خاص طور پر اس morning show سے وابستہ لوگوں کی جانوں کو داؤ پر نہیں لگا دیا گیا؟ ابھی دو دن پہلے شیخوپورہ میں ایک شخص جس کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے درج ہوا، وہ حوالات میں بند تھا، وہاں کوئی شخص آتا ہے اور اسے گولی مار کر قتل کر دیتا ہے۔ اگر اس نے توہین کی تھی، مقدمہ درج ہوا تھا، قانونی کارروائی ہو رہی تھی لیکن چونکہ ہمارے ہاں لوگوں میں مذہب کے نام پر جذبات زیادہ ہوتے ہیں، لوگوں میں جنون کی حد تک جذبات آ جاتے ہیں، وہ تھانے میں گئے اور اسے قتل کر دیا گیا۔ اب آپ کا قانون، قاعدہ، نظام سب ایک طرف رہ گئے، لوگوں نے قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، اس سے نہ صرف لوگوں کی جان خطرے میں ڈالی جا رہی ہے بلکہ اس ملک کے اصل issues اور بنیادی مسائل سے بھی لوگوں کی توجہ ہٹائی جا رہی ہے۔ آج کوئی یہ سوال کیوں نہیں اٹھاتا کہ اس ملک میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے، طالبان کے دہشت گرد اس ملک میں جو تباہی مچا رہے ہیں، ہمارے قبائلی علاقوں اور خیبر پختونخوا میں ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی واقعہ ہوتا ہے اور وہاں لوگوں کو قتل کر دیا جاتا ہے لیکن اس کا تذکرہ کہیں نہیں

ہوتا، صرف اخبارات میں ایک خبر آتی ہے، ہم پڑھ لیتے ہیں اور چپ ہو جاتے ہیں۔ آج کے TV shows اس بات پر نہیں ہو رہے کہ اس ملک میں دہشت گردی ہے، آج کے TV shows اس بات پر نہیں ہو رہے کہ ہمارے ملک کی معیشت کہاں پہنچی ہوئی ہے؟ آج کے TV shows اس بات پر نہیں ہو رہے کہ ہمارے ملک میں لوڈشیڈنگ کا عذاب لوگوں کو مار رہا ہے، ہم ایک نئی لڑائی میں جھونک دیے گئے ہیں جو نہ میری لڑائی ہے، نہ آپ کی لڑائی ہے، نہ اس ملک کے حکمرانوں کی لڑائی ہے اور نہ ملک میں رہنے والے عام آدمی کی لڑائی ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ اس سارے معاملے میں حکومت کہیں نظر نہیں آتی، ہمیں حکومت کا کردار کہیں نظر نہیں آ رہا، حکومت کو یہ احساس کیوں نہیں ہو رہا کہ اس ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اگر اس کا نقصان ملک میں لڑنے والے لوگوں کو ہو گا تو سب سے پہلے اس کی زد میں آنے والے اس ملک کے موجودہ حکمران ہوں گے۔ حامد میر صاحب پر ہونے والے حملے کے نتیجے میں جو کچھ جیو نے کیا اگر حکومت جاگ رہی ہوتی تو یہ مسئلہ پندرہ منٹ کے اندر حل ہو سکتا تھا۔ اگر وزیر اعظم صاحب، وزیر اطلاعات فوری طور پر ISI سے بات کرتے، فوری طور پر Army Chief سے بات کرتے، فوری طور پر حامد میر صاحب کی فیملی سے بات کرتے، جیو کے مالکان سے فوری طور پر بات کرتے تو شاید یہ مسئلہ ختم ہو جاتا لیکن حکومت کہیں بھی نہیں تھی۔ اس کے بعد اس کی complaint چلی گئی اور جب یہ جلسے جلوس شروع ہو گئے تو اس وقت ہمیں حکومت کہیں نظر نہیں آئی۔ یہ تحقیقات تو کرتے کہ کون لوگ ہیں جو یہ جلسے جلوس نکلوا رہے ہیں اور کیوں نکلوا رہے ہیں؟ جب جیو کے خلاف complaints file ہو گئیں، جب اس کے خلاف قانونی کارروائی کا راستہ موجود ہے اور اسے حکومت نے adopt کر لیا ہے تو پھر یہ جلسے جلوس کون نکلوا رہا ہے؟ یہ کیوں ہو رہے ہیں؟ ان کے کیا اسباب ہیں؟ کیوں اس بات کی ضرورت پیش آئی ہے؟ ہمیں حکومت کہیں بھی نظر نہیں آئی اور وہ خاموش بیٹھی رہی۔ اگر ان مسائل پر حکومت نے اسی قسم کی مجرمانہ خاموشی برقرار رکھی اور حالات کو عام لوگوں یا چند مولویوں کے حوالے کر دیا جو لوگوں کو گمراہ کر کے سڑکوں پر لے آتے ہیں اور ان کے جذبات سے کھیلتے ہیں، ان کے جذبات کو misuse کرتے ہیں تو معاف کیجیے گا کہ پھر وہی کچھ ہو گا جس کا تذکرہ میاں رضا ربانی صاحب نے کیا۔

جناب والا!اس ملک کی عدالتوں کا،اس ملک میں چلنے والے آزاد میڈیااور خاص طور پر جیواور جنگ گروپ کا عتاب اگر کسی نے سہا ہے تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی ہے۔جب ہم پر غیر آئینی عدالتی فیصلوں کی بھرمار ہو رہی تھی اور اظہارِ رائے کی آزادی کی بنیاد پر جو character assassination ہو رہی تھی اور ہم چلا رہے تھے تو کوئی ہمارے ساتھ کھڑا نہیں ہو رہا تھا۔اس وقت پی ٹی آئی کے رہنما،ان کی پوری جماعت جیو گروپ کے پیچھے تھی اور ہمارے اُس Chief Justice کے پیچھے تھی جس کو میں کل بھی برا کہتا تھا اور جسے میں آج بھی برا کہتا ہوں۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ انتخابات میں دھاندلی ہوئی، یہ دھاندلی Returning Officers نے کروائی، ہم پہلے دن سے یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ دھاندلی ROs نے کروائی، میڈیا ہماری کردار کشی کر کے، ہمیں لوگوں کی نظر میں خراب کر رہا تھا جس میں جیو سب سے آگے تھا، ہم پہلے بھی یہی کہہ رہے تھے لیکن کوئی مان نہیں رہا تھا لیکن اگر آج پی ٹی آئی یہ کہے کہ فلاں چینل نے جو دھاندلی کروائی ہے تو یہ بات ہم سے ہضم نہیں ہوتی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کل تک آپ ان کے پیچھے کھڑے رہے، کل تک آپ Chief Justice کے پیچھے کھڑے رہے، جو ہمیں جوتے مار رہے تھے،اگر ہم یہ کہیں کہ ہمارے خلاف دھاندلی ہوئی ہے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے، پی ٹی آئی کے خلاف Chief Justice افتخار چوہدری نے دھاندلی کروائی یا جیو نے دھاندلی کروائی، یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی، اگر کسی کی سمجھ میں آتی ہے، کسی کے پاس کوئی دلیل ہے تو وہ ہمیں سمجھائے۔آج ان کا جو بھی نقطہ نظر ہے، ہم افتخار محمد چوہدری اور عدالتوں کا شکار ہونے کے باوجود، جیو گروپ کا شکار ہونے کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ آج جس طرح میڈیا کو آپس میں لڑا کر خراب کیا جا رہا ہے، یہ کسی کے حق میں نہیں ہے، یہ اس ملک کے خلاف ہے۔ ہم قطعاً اس بات کی حمایت نہیں کریں گے کہ کسی چینل کو اس بنیاد پر بند کیا جائے کہ کسی سیاسی لیڈر یا کسی سیاسی جماعت نے اس کی مخالفت کی ہے۔آپ قانون کے مطابق کارروائی کریں،اس نے زیادتی ضرور کی ہو گی لیکن کسی کے خلاف زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین!گیارہ مئی کے جلسے سے پہلے پی ٹی آئی کا موقف تھا کہ چار حلقوں کے انگوٹھوں کے نشانات کی verification ہونی چاہیے، ہمارے election tribunals میں جو complaints پڑی ہوئی ہیں،انہیں نہیں سنا جا رہا۔ ان کی ساری شکایتیں ہماری عدالتوں، عدالتی نظام اور الیکشن کمیشن سے متعلق تھیں۔ ہم نے اس وقت بھی کہا کہ آپ جو مطالبات کر رہے ہیں،ان

میں حکومت تو کچھ نہیں کر سکتی۔ آپ لوڈ شیڈنگ کم کرنے کی بات کریں اور یہ مطالبہ حکومت کے سامنے رکھیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں، آپ مہنگائی کی بات کریں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں، آپ بے روزگاری کی بات کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ صرف چار حلقوں میں thumb verification کروائی جائے تو یہ عدالتوں نے کروانے ہیں، اس کا جواب یہ آتا تھا کہ ایک سال ہو گیا ہے، ہم در در کی ٹھوکریں کھا رہیں، ہم ہائیکورٹ میں گئے، ہم سپریم کورٹ میں گئے، ہم الیکشن کمیشن میں گئے، ہماری تو کوئی سنتا ہی نہیں ہے۔ جب یہاں سپریم کورٹ میں افتخار محمد چوہدری صاحب براجمان تھے تو مجھے کوئی بتائے کہ کتنے regular cases کی hearing ہوتی تھی؟ *Suo moto* اور پیپلز پارٹی کی پیشی کے سوا کوئی کام نہیں ہو رہا تھا۔ اگر لوگوں نے یہ راستہ اختیار کرنا ہے کہ ہمارے مقدمات کی تاریخیں نہیں پڑتیں اور ہماری خواہش کے مطابق فیصلے نہیں آتے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ حق اس ملک کے ہر اس آدمی کو ہونا چاہیے جس کا مقدمہ کسی بھی عدالت میں پڑا ہوا ہے اور اس کی تاریخ نہیں لگ رہی۔ اور ہماری خواہش کے مطابق فیصلہ نہیں آتا تو پھر یہ حق اس ملک کے ہر آدمی کو ہونا چاہیے جس کا مقدمہ کسی بھی عدالت میں پڑا ہوا ہے اور اس کی تاریخیں نہیں لگ رہی ہیں اور اس میں اس کی مرضی کا فیصلہ نہیں آ رہا۔ اگر آپ عدالتوں سے تاریخیں لگوانے کے لیے، اپنی مرضی کے فیصلے ان سے منوانے کے لیے دھرنے دیں گے، جلسے کریں گے، جلوس نکالیں گے تو پھر اس ملک کا عدالتی نظام جو غلط ہی سہی، جس میں خامیاں ہی سہی، برائیاں ہی سہی، اس کو آپ تہس نہس کر دیں گے۔

بہتر بات یہ ہے کہ آپ سپریم کورٹ گئے اور انہوں نے کہا کہ ٹریبونل میں جاؤ اور انتظار کرو۔ اگر یوسف رضا گیلانی کو سپریم کورٹ ہٹا دیتی ہے اور ہم کہتے ہیں غیر آئینی ہے، غیر قانونی ہے تو عمران خان صاحب نے فرمایا کہ جناب آزاد، خود مختار اور ایسی independent judiciary کا فیصلہ ہے اور اب آپ اس کے خلاف بولتے ہیں۔ یہ عدالتی فیصلہ ہے، آپ کو تسلیم کرنا چاہیے۔ جناب تسلیم ہو گیا اور گیلانی صاحب بیچارے disqualify ہو کر چلے گئے۔ اس وقت تو کسی نے نہیں کہا کہ جناب یہ غلط فیصلہ ہے اس پر احتجاج کریں۔ آج اگر عمران خان کے کیس کی hearing نہیں ہو رہی تو اس پر احتجاج ہو رہا ہے۔ جو لوگ ہمیں راستہ دکھاتے تھے کہ عدالتی فیصلوں پر من و عن عمل کرو اور عدالتوں کا احترام کرو آج وہ خود عدالتوں کے احترام کو بھول گئے ہیں۔ یہ انتہائی تشویش ناک بات ہے کہ الیکشن کمیشن کے ممبران سے استعفیٰ دینے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ ان سے میں نے بھی مطالبہ

کیا تھا کہ یہ ہونا چاہیے لیکن پورے الیکشن کو challenge کرنا، پورے نظام کو لپیٹ دینے کی بات کرنا بہت بڑی سازش ہے جس پر حکومت کو جاگنا چاہیے۔

حکومت کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ صرف ایک بیان دے دے بلکہ اس پوری conspiracy کو دیکھنا پڑے گا کہ کس کی ڈوریں کہاں سے کون ہلا رہا ہے۔ یہ سلسلہ شروع کہاں سے ہوا۔ اگر حکومت اپنے قریب بیٹھے ہوئے ان لوگوں کا احتساب نہیں کرے گی جو نہ تو اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں اور نہ ہی اس نظام کے خلاف ہونے والی سازشوں سے پردہ اٹھا سکتے ہیں۔ آج مجھے حکومت کا ایک وزیر بھی نظر نہیں آتا جو اس طرح کھل کر بات کرے جیسے ہم کر رہے ہیں، اپوزیشن کے لوگ کر رہے ہیں مگر حکومت کا ایک وزیر بھی ایسا آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ یہ تو ادھر ادھر کی باتیں گھما پھرا کے، گول مول کر کے کر رہے ہیں۔ آج بھی اگر آپ نے اپنی زبان بندی جاری رکھی اور وزیر اعظم صاحب اگر اپنی بات کھل کر نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔ آج وزیر اعظم صاحب سے لوگوں کا ملنا بڑا مشکل ہے، ان کے وزیر بے چارے بھی شاید ان سے نہیں مل سکتے تو لوگوں کو، ان کے وزیروں کو، ان کی کابینہ کو، ان کے پارلیمنٹیرینز کو direction نہیں ملے گی اور وہ چھپتے رہیں گے اور کسی ٹی وی چینل پر حکومت کو defend کرنے نہیں جائیں گے۔ ان کو بولنا چاہیے اور روزانہ بات کرنی چاہیے اور جو کچھ ان کے ذہن میں ہے اس کا کھل کر اظہار کرنا چاہیے، انہیں کھل کر بات کرنی چاہیے۔

جمہوری قوتیں، سیاسی جماعتیں اس ملک میں اکٹھی ہیں۔ کوئی سیاسی جماعت یہ نہیں چاہتی کہ اس ملک کا نظام خراب ہو۔ ہمیں اس حکومت سے لاکھ اختلاف ہیں، ہم ان پر بہت تنقید کرتے ہیں، یہ بہت برے ہیں لیکن جناب، یہ نظام ہمیں بہت عزیز ہے۔ ہم نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی قربانی دی ہے۔ ہم نے پانچ سال اپنے لوگوں کی عزتیں پامال ہوتی دیکھیں۔ آصف علی زرداری نے ایسے ہی برداشت نہیں کیا تھا۔ ہم نظام کو چلانا چاہ رہے تھے۔ ہم نے جو کچھ برداشت کیا تھا اس کے پیچھے یہی بات تھی کہ ہم کسی طرح اس نظام کو آگے بڑھائیں لیکن اگر آج ہماری وہ ساری قربانیاں، ہماری وہ ساری کاوشیں، ساری کوششیں کسی کی نالائقی کی وجہ سے، کسی کی بد دیانتی کی وجہ سے کسی کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں اس سے بڑی بد قسمتی اس ملک کے لوگوں کی نہیں ہو سکتی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں بھی اس تحریک پر سینیٹر سعید غنی اور سینیٹر رضا ربانی کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ 'political situation developed recently in the country'. جناب چیئرمین اس میں دو پہلو ہیں۔ ایک طرف تو انڈیا میں انتخابات ہوئے اور اب وہاں نریندرا مودی وزیراعظم بن رہے ہیں۔ افغانستان میں انتخابات کا دوسرا مرحلہ ہونے والا ہے اور غالب گمان یہی ہے کہ عبداللہ عبداللہ انتخابات جیت جائیں گے۔ دونوں طرف یعنی افغانستان اور ہندوستان میں جو نئی قیادتیں آ رہی ہیں ان کے پاکستان کے بارے میں خیالات ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ with this kind of external situation developing all around us, ہمارے ہاں recently تین چیزیں ہوئی ہیں کہ ایک تو حامد میر پر حملہ اور اس کے نتیجے میں جو reaction ہوا۔ دوسرا اسی چینل پر توہین اہل بیت کے حوالے سے جو atmosphere بن رہی ہے اور تیسرا PTI and PAT کی جانب سے انتخابات میں دھاندلی کو وجہ بناتے ہوئے جلسے جلوس کیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! حامد میر پر حملے کے بعد جیو نے جو کچھ دکھایا اس پر تمام sane elements نے شدید تحفظات کا اظہار کیا تھا اور ڈی جی آئی ایس آئی کی تصویر اس طرح دکھانا اور آئی ایس آئی کو مورد الزام ٹھہرانا مناسب نہیں تھا۔ جناب چیئرمین، یہ درست ہے لیکن الزام کس پر لگا تھا۔ الزام عبدالستار ایدھی پر نہیں لگا تھا کہ میڈیا انتظار کرتا، میڈیا اس کا موقف لیتا اور میڈیا پانچ چھ گھنٹے اس سے بات کرنے کے بعد کوئی بات کرتا۔ بدقسمتی سے یہ الزام ایک ایسے ادارے پر لگا تھا جس پر بدقسمتی سے الزامات لگتے رہے ہیں۔ سپریم کورٹ پر مقدمہ ہو، پارلیمانی کمیٹیاں ہوں، پارلیمان ہو Commission on enforced disappearances ہو، ہر جگہ پر اس ادارے کے بارے میں یہی آواز بلند ہوتی رہی ہے۔ اگر اس ادارے کے بارے میں جلدی اور عجلت میں اس ٹی وی چینل نے یہ الزام لگایا تو غلط کیا، برا کیا اور ٹھیک نہیں تھا لیکن definitely اس کا ایک background بھی تھا اور بغیر کسی background اور بغیر کسی context کے یہ ہرگز نہیں تھا۔

جناب چیئرمین، اسی طرح جب توہین اہل بیت کا واقعہ ہوا تو سب نے اس کی مذمت کی ہے اور خود اس ٹی وی چینل نے برملا اور اینکر پرسن نے ٹی وی پر آکر اللہ تعالیٰ اور لوگوں سے معافی مانگی۔ خود اس چینل اور اس شو کے تمام اہلکاروں کو شوکاز نوٹس جاری کیا اور اس کے خلاف کارروائی کا عمل شروع ہو گیا۔ اگر ایک شخص، کوئی ادارہ غیر دانستہ اور غیر ارادی طور پر کسی غلطی کا ارتکاب کرے اور وہ publicly معافی بھی مانگے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر اس بات کو ختم ہو جانا چاہیے لیکن اس بات کو ختم نہیں ہونے دیا گیا۔ جس طرح پہلے والا واقعہ post Hamid Mir attack developments اور اس کے ساتھ یہ، جناب چیئرمین اس کا نقصان کس کو ہوا۔ جس چینل نے یہ کام کیا اس سے ہمیں بھی بے شمار شکایات ہیں۔ جس طرح اس چینل نے سیاسی لیڈروں، ہماری پارٹی کے لیڈران کی کردار کشی کی تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کے باوجود ذاتی طور پر ہمیں تشویش ہے اور تشویش اس بات پر ہے کہ اس وقت the entire media is now divided, the media is at loggerhead with its own self . اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ میڈیا جو democracy کا اہم ستون ہے کمزور ہو جائے گا۔ یہ کسی ایک چینل کی بات نہیں ہے۔ اس چینل نے نامناسب کیا، اس کا رویہ غلط تھا، نامناسب تھا یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے but now what is happening is that the entire structure of the media, the entire media is being weakened. اور اس میں بدقسمتی سے ہمارے کچھ media houses بھی شامل ہیں۔ ان کو اس بات کا احساس نہیں ہے کہ by participating in all this they are undermining the very institution to which they belong. اور اگر میڈیا کمزور ہو گیا تو پھر جمہوریت کو خطرہ ہو سکتا ہے اور پارلیمان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہم کسی صورت بھی یہ نہیں چاہیں گے کہ جمہوریت اور پارلیمان کو خطرہ ہو۔ The media should remain strong and the media should remain united.

جناب چیئرمین! ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہمارا تو خیال یہ تھا کہ کوئی sane elements آکر they will try to dowse the fire. ایک آگ سی لگی ہے اس کو بجھانے کے لیے میرا اپنا خیال یہ تھا کہ شاید media houses ہی میں سے کچھ لوگ آگے آکر اس

کا کوئی تصفیہ کریں گے لیکن بد قسمتی سے ایسا بھی نہیں ہوا۔ جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ معزز ایوان ایوان بالا ہے اور ان حالات میں جب کہ پاکستان کے میڈیا کو اور میڈیا کو خطرے کے حوالے سے پاکستان کی جمہوریت کو اگر خطرہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس Upper House کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور بھلے ہم اور کچھ بھی نہ کر سکیں لیکن اگر آپ ایک کمیٹی بنادیں، محترم قائدِ ایوان اور محترم قائدِ حزبِ اختلاف، دونوں کے مشورے سے ایک کمیٹی بن جائے اور وہ کمیٹی کوشش کرے کہ یہ جو آگ لگی ہوئی ہے اس کو بجھانے میں اپنا کردار ادا کرے، کیونکہ اگر کل کو خدانخواستہ یہ معاملہ بہت بڑھ گیا اور میڈیا collapse کر گیا اور جمہوریت کو نقصان ہوا تو پھر یہ Upper House بھی مورد الزام ہوگا کہ یہ دیکھ رہا تھا کہ ملک کے اندر کیا ہو رہا تھا اور اس نے اپنا کردار ادا نہیں کیا۔ جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہوگی کہ with the consent of the honourable Leader of the House and honourable Leader of the Opposition, you may like to set up a Committee, a bi-partisan Committee to not only look into these issues but also to take concrete steps and make recommendations for dowsing the fire. Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Leader of the Opposition, Aitzaz *sahib*.

سینیٹر اعتزاز احسن: شکریہ جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے دو منٹ پہلے میں ایک personal explanation پر، ایک اخبار میں بڑے جلی حروف میں خبر شائع ہوئی ہے، بڑی نمایاں اور اس میں یہ کہا گیا ہے، کوئی تاثر بھی دیا گیا Aitzaz to defend Lanka over UN rights probe. یہ The Nation میں چھپی ہے، Press Trust of India اس کی source ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ میں، اعتزاز احسن، جو PTI کی خبر ہے اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اعتزاز احسن پاکستان مسلم لیگ کا ایک بڑا لیڈر ہے، وکیل ہے، barrister ہے اور میری Grays Inn کا ذکر ہے کہ Grays Inn سے 1967 میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور Cambridge University سے Law Tripos کیا، وہ سینیٹر ہیں۔ جو خبر Press Trust of India والوں نے Sunday Times وغیرہ میں چھپوائی ہے، اس میں میری

تصویر بھی ساتھ دی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ میں میاں نواز شریف صاحب کے کہنے پر اور سری لنکا کی حکومت کی درخواست پر سری لنکا گیا ہوں، وہاں کے foreign office, Attorney General, President ان سب سے ملا ہوں۔ سری لنکا کے فوج پر جو Human Rights کی violation کے الزامات لگ رہے ہیں، اس پر اُن کو مشورہ دے کر آیا ہوں کہ کس طرح الزامات سے بچنا چاہیے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی، نہ مجھے وزیر اعظم نے یہ کہا ہے، نہ سری لنکا گیا ہوں۔ جولائی 1993 کے بعد میں سری لنکا نہیں گیا ہوں۔ اس خبر کی میں تصحیح کرنا چاہتا تھا، یہ خبر آج کی The Nation میں لگی ہوئی ہے، میں اس کی تردید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ جو صورتحال ہے جس پر رضا ربانی صاحب، سعید غنی صاحب، فرحت اللہ بابر صاحب نے بات کی ہے اس کے متعلق میں مختصراً اپنی گزارشات عرض کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات یہ کہ میں میڈیا کی اُن چینلز سے گزارش کرنا چاہوں گا جس کو پنجابی میں کہتے ہیں 'چھریاں چاکو تیز کر کے' جیو کے خلاف پڑ گئے ہیں اور جیو کی معافی پر، معافی پر، معافی پر اس کو عفو کا راستہ دینا نہیں چاہتے اور یہ چاہتے ہیں کہ جیو کی تمام ترنشریات بند ہو جائیں، پابندی لگ جائے۔ اُن چینلز سے میں دست بستہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سہواً غلطی کسی سے بھی ہو سکتی ہے، کل آپ کے کسی پروگرام میں اگر ایسا معاملہ ہو گیا تو آپ بھی اُس وقت چاہیں گے کہ معافی کے دروازے بند نہیں ہونے چاہییں، میں سن رہا ہوں کئی علماء جو جیو کے علاوہ دوسرے چینلز پر آ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ چونکہ یہ معاملہ اہلِ بیت کی توہین کا ہے، اس لیے اس کی معافی اللہ تعالیٰ بھی نہیں دے سکتا، ایسی بات بھی میں نے سنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معافی کا خانہ صرف اور صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں، انسانوں کے لیے ہر وقت کھلا رہتا ہے، یہ دروازہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھلا ہے، میں کوئی عالم نہیں لیکن یہ یقین رکھتا ہوں کہ میرے سے اگر کوئی غلطی ہوتی ہے، کوئی گناہ بھی ہوتا ہے اور میں صدقِ دل سے اس کی معافی مانگتا ہوں تو میرا رب مجھے معاف کرنے والا ہے، وہ غفور الرحیم ہے۔

دوسری بات جیو چینل سے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں، اس پر رضا ربانی صاحب، سعید غنی صاحب، فرحت اللہ بابر صاحب نے بھی بات کی کہ جیو کا ہمارے ساتھ جو رویہ رہا ہے، ہم سمجھتے ہیں بالکل غلط رہا ہے، بڑا حریفانہ رویہ رہا ہے، ہمارے بارے میں ایسی ایسی پروگرام چلاتے تھے، عجب، کرپشن کی غضب

کہانی اور بڑے طمطراق کے ساتھ ،اس کے ساتھ موسیقی بھی ایسی، دھوم دھڑکے کے ساتھ بتایا جاتا تھا اور کہانیاں گھڑ گھڑ کے بنائی جاتی تھیں اور اُن کو حقیقت کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ خود مجھے، دو سال، جیو نے مشقِ ستم بنا رکھا تھا، میری ذات کے حوالے سے انہوں نے میری مشقِ ستم کی، میرے کردار کے حوالے سے، میرے political career، میرے professional career کے حوالے سے لیکن میں پھر بھی یہ کہوں گا، ایک بات اُن دیگر چینلز کو کہوں گا کہ اگر جیو بند ہو گیا، جیو نے یقیناً 19 اپریل کو نشریات جس انداز سے پیش کیں وہ نشریات غلط تھیں، آپ ایک شخص کا چہرہ آدھی سکرین پر آٹھ گھنٹے رکھیں اور اس پر لگے رہیں کہ یہ چور ہے، قاتل ہے، اس نے قاتلانہ حملہ کروایا ہے تو وہ تاثر اس شخص کے خلاف، وہ جرنیل ہو، وہ civilian ہو، وہ اس کا حق ہے کہ کسی کے ساتھ بھی اس طرح نہ کیا جائے۔ شک کا فائدہ دیا جاتا ہے اور ایک الزام کو آپ ایک حقیقت کے طور پر بیان نہیں کر سکتے اور تاثر نہیں دے سکتے کہ یہ حقیقت ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں، کاش جیو نے کسی حد تک 22 اپریل، 23 اپریل، 24 اپریل کو تھوڑا سا یہ اظہار کر دیا ہوتا کہ اُس کو بھی تاسف ہے، اس کو بھی افسوس ہے۔ معافی نہ مانگتا، معذرت نہ کرتا، لیکن تسلیم کر لیتا کہ اس سے زیادتی ہوئی ہے۔ یہ جیو نے نہیں کیا اور اس سب کے باوجود یہ دیگر channels کو احساس ہونا چاہیے، یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اگر ایک جیو بند ہو گیا تو اِن سب کی زبان بندی ہو جائے گی۔ آزادی اظہار پھر نہ Express پر، نہ ARY پر، نہ دنیا پر، نہ Aaj پر، نہ Dawn پر ہو گی، اُن کے لیے آزادیاں ختم ہو جائیں گی۔ یہ اُن anchors کو بھی سوچنا چاہیے جو اینکرز آج کل کے چھوٹے چھوٹے فرعون بنے ہوئے ہیں، جو اپنی رائے کو سمجھتے ہیں کہ وہ بالکل بجا اور درست ہے، یہ چاہتے ہیں کہ ان کے پاس جو تجزیہ کار آئے وہ بھی ان کی رائے سے جب تک متفق نہ ہو وہ اینکر ان سے لڑتا جھگڑتا رہتا ہے، جب تک وہ اتفاق نہ کریں۔ ان اینکرز کو بھی سوچنا چاہیے کہ جیو پر پابندی لگنی مناسب نہیں۔ جیو کے ہم ستم رسیدہ ہیں لیکن پھر بھی ہم جیو کے ساتھ اس حد تک کھڑے ہیں کہ جیو پر پابندی نہیں لگنی چاہیے اس سے پاکستان میں آزادی اظہار پر پابندی لگ جائے گی۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، میں نے اگلے دن یہاں پر کہا تھا آپ کہیں گے کہ یہ pessimistic مایوسی کی بات کرتا ہے، یاسیت کی بات کرتا ہے، میں نے یہاں کہا تھا کہ پاکستان بہت تیزی کے ساتھ isolate ہو رہا ہے، اس میں ہم سب قصوروار ہیں، میں صرف حکومت کو اس میں ملزم نہیں ٹھہراتا، we are all guilty کہ گزشتہ تیس سال سے جو

process چل رہا ہے اب اس کی فصل کٹنے پر آ رہی ہے کہ ہم دنیا کی lepers colony بنتے جا رہے، ہم پر پابندیاں لگ رہی ہیں، ہم پر باہر جانے کی پابندی لگ رہی ہے، کرکٹ ٹیمیں یہاں آنے کے لیے تیار نہیں ہیں، کوئی supportsman یہاں آنے کے لیے تیار نہیں ہے، businessman کہتے ہیں آپ دبئی میں ہمارے ساتھ ملاقات کریں۔ ہمارے کئی clients یہ چاہتے ہیں کہ دبئی میں میٹنگ ہو، کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں میٹنگ نہ ہو یہ حالات بن رہے ہیں۔ جب میں نے یہ کہا تھا، اور میں یہ کہتا ہوں اور میں نے Ben Hur کا حوالہ بھی دیا تھا تاکہ اس تصویر اور منظر کو آپ دیکھ سکیں، سوچ سکیں وہ منظر کیا ہے۔ آج میں ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں خدارا! اس معاملے کو کسی حد تک روکیں اور ہر کوئی اپنے اپنے تئیں، اپنے اپنے اوپر کنٹرول کرے، اپنے آپ کو روکے کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ جس طرف یہ معاملہ جا رہا ہے، اس کا نتیجہ برا نکلے گا، مجھے خوف ہے، مجھے ڈر ہے کہ ایک دن جیو کی کوئی گاڑی کسی lynch mob کی زد میں آئے گی، گرفت میں آئے گی، وہ گاڑی بھی جلے گی اور اس میں بیٹھے تین مسافر بھی جھلسا دیئے جائیں گے۔ اب ایسا جنون پیدا کر دیا گیا ہے۔ یہ قوم shock میں آئے گی، سارے لوگ، سارے اینکرز، سارے علما جو آج پابندی کی باتیں کر رہے ہیں اور معافی کے خانے کو بند کر رہے ہیں، پھر یہ سب چلا چلا کر کہیں گے کہ ہم نے تو یہ نہیں کہا تھا، ہم نے تو یہ نہیں کہا تھا، ہم تو سمجھتے ہیں کہ اسلام عفو کا مذہب ہے، اس میں معافی ہوتی ہے۔ روتے چہرے کے ساتھ سائشتہ واحدی معافی مانگ رہی ہے۔ کیا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ lynch mob کے ہاتھ میں چلا جائے اور اس حد تک چلے، پرچے ہو رہے ہیں، اس وقت تک تیس چالیس پرچے ہو چکے ہیں۔ FIR سارے ملک میں درج ہو چکی ہیں۔ کوئی بھی ملزم اس میں کہاں کہاں جا سکے گا، ان عدالتوں میں جا سکے گا جس پر یہ الزام لگا ہوا ہے، عدالتیں طلب کرتی ہیں پیش ہو جاؤ۔ اس کو کہیں تو رکنا چاہیئے۔ اسلام میانہ روی کا دین ہے، محبت و پیار کا دین ہے، سلامتی کا دین ہے، معاف کر دینے کا دین ہے، رب العالمین غفور الرحیم ہے، اس کا پیغمبر رحمت العالمین ہے۔ ان کے نام پر یہ جنون، یہ آگ بجھنی چاہیے، جس طرح فرحت اللہ بابر صاحب نے کہا ہے وہ بھی ہمارا فرض ہے لیکن Leader of the House بھی اگر متفق ہوں تو ہم ایسا کرنے کے لیے، میں اپنے طور پر ایسی کمیٹی بنانے کے لیے تیار ہوں تاکہ سینیٹ کوئی positive role ادا کر سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی عبدالرؤف صاحب۔

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ جناب چیئرمین! دیر آید درست آید۔ سب سے پہلے تو میاں رضا ربانی صاحب، اعتزاز احسن صاحب اور افراسیاب خٹک صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے یہ تحریک پیش کی ہے۔ یہ معاملہ انتہائی اہم ہے کہ گزشتہ کئی دنوں سے مختلف ٹی وی چینلز پر جس قسم کا پراپیگنڈہ ہو رہا ہے اس موجودہ جمہوری سسٹم کے بارے میں، گزشتہ کئی دنوں سے ملک میں تحریک انصاف نے جو ریلیاں الیکشن کے حوالے سے منعقد کیں، ایک عالم دین جناب طاہر القادری صاحب کینیڈا میں بیٹھ کر انقلاب کی باتیں کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جیو چینل کے حوالے سے جو مسئلہ درپیش ہوا، اس پر دو رائے نہیں ہیں لیکن ہمارے مختلف ٹی وی چینلز یہ سمجھتے ہیں کہ اگر آج جیو چینل بند ہو گا تو ہماری rating بڑھے گی، ہم آگے آ سکیں گے، شاید ان کو یہ تجربہ نہیں ہے اگر ہم اس ملک کی تاریخ کو دیکھیں کہ جب بھی یہاں پر جمہوری حکومت آئی ہے، عوام نے ووٹوں کے ذریعے حکومت منتخب کی ہے تو سب سے پہلے پیپلز پارٹی کے دوست، ہمارے سینیئر راہنما، جب شہید ذوالفقار علی بھٹو کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں اس جمہوریت پر شب خون مارا گیا، اس میں یہ بھی count کر لیں۔ اس کا تسلسل محترمہ شہید بے نظیر بھٹو اور وہاں سے میاں نواز شریف صاحب کی حکومت تک جاتا ہے ان کے ساتھ ایک ڈکٹیٹر نے جو طریقہ کار اختیار کیا۔ ہماری پارٹی کے چیئرمین محترم محمود خان اچکزئی صاحب کا صرف یہ گناہ تھا کہ سندھ کے باسیوں کے ساتھ انہوں نے اس دور میں یکجہتی کا اظہار کیا۔ ان ڈکٹیٹروں نے خصوصاً جنرل رحیم الدین جو کہ صوبے کے گورنر تھے انہوں نے یہ صادر کر دیا کہ اس شخص کو، اس سیاسی راہنما کو زندہ نہیں رہنا چاہیے اور ان پر قاتلانہ حملہ ہوا، وہاں پر پارٹی کے لوگوں نے ان کی زندگی کو تحفظ دیا۔ اس ایم آر ڈی کی میٹنگ میں اعتزاز احسن صاحب گواہ ہیں کہ اس میں ہمارے چھ سے سات ساتھی شہید ہوئے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سیاسی کارکن رہے ہیں، ہم نے 47 سالہ سیاسی دور میں یہ سیکھا ہے کہ کہ بدترین جمہوریت اعلیٰ ترین ڈکٹیٹر شپ سے بہتر ہے۔

جناب والا! میں میڈیا کے دوستوں سے عرض کروں گا کہ یہ جو ہم صبح و شام مختلف چینلز کے ذریعے sparking news دینے کی کوشش کرتے ہیں اس میں ہمارا بھی قصور ہے۔ ہمارے سینیٹر حضرات، ہمارے قومی اسمبلی کے ممبران، ہمارے سیاسی کارکن صرف اپنے فوٹو سیشن کے لیے بغیر سوچے سمجھے جا کر کسی چینل پر بیٹھ جاتے ہیں اور ان پر جس قسم کے سوالات ہوتے ہیں، وہ جو باتیں کرتے ہیں، مثال کے طور پر آج دو چینلز پر یہ بات آ رہی تھی کہ آیا اس ملک میں جمہوریت صرف سیاسی

سسٹم اور civil system سے چلائی جا سکتی ہے؟ کیا ایک سیاسی کارکن یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس سے آپ کا مفہوم کیا ہے۔ اس سے ان کا مفہوم یہ ہے کہ اس جمہوریت کے علاوہ، اس سیاسی سسٹم کے علاوہ ایک اور بھی سسٹم ہے جس کے ذریعے جمہوریت چل سکتی ہے۔ جتنی زندگی ہم نے سیاست کی ہے ہم نے تو نہیں سنا، ہم سیاسی کارکن رہے ہیں، ہم جیلوں میں رہے ہیں، ہم نے سیاسی جدوجہد کی ہے، آج جس حوالے سے تانے بانے بنے جا رہے ہیں کبھی ٹیکنوکریٹس کا حوالہ دیا جا رہا ہے، مسئلہ کیا ہے؟ جب سب سیاسی پارٹیاں کہہ رہی ہیں کہ موجودہ جمہوری حکومت کو چلنے دیا جائے، ہم ان کے ساتھ ہیں، ہم تنقید بھی کرتے ہیں، ہم یہاں پر ایک دوسرے کے سوالات کے جواب سنتے ہیں، ہم اس سے مطمئن بھی نہیں ہوتے لیکن ایک ادارہ ہے، جس میں ہمارے وزیر صاحبان جوابدہ ہیں، ہم عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے ان سے اپنے مسائل کی بات کرتے ہیں۔ ایک سسٹم چل رہا ہے اور ہم ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے یہ بھی سمجھتے ہیں کہ دنیا میں جہاں بھی جمہوریتیں ہیں، ابھی ہم اس مقام پر نہیں پہنچے۔ اگر ہم یورپ کی بات کرتے ہیں، ان کی جمہوریت کا سسٹم آٹھ سو، نو سو سال پرانا ہے۔ اگر ہم اپنی جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو چھیاسٹھ سالہ دور میں اکثریت فوجی مارشل لا کے ذریعے اس ملک کو چلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب والا! آپ سیاست کو چھوڑیں، اچھے سیاست دان نہیں آئیں گے، میاں نواز شریف صاحب کی حکومت اگر کارکردگی نہیں دکھائے گی، جب اگلے انتخابات ہوں گے، اچھے سیاست دان ہوں گے وہ اپنا پروگرام لے کر آئیں گے، لوگ مہنگائی سے تنگ ہوں گے، دہشت گردی سے تنگ ہوں گے، لوگ امن و امان کے مسئلے سے تنگ ہو کر ان کو کیوں ووٹ دیں گے۔ اگلے الیکشنوں میں لوگ نئے سیاست دانوں کو منتخب کریں گے، اچھی بصیرت کے ساتھ، اچھے معاشی حالات کے ساتھ وہ حکومت چلائیں گے۔ اگر پیپلز پارٹی کو حکومت آتی ہے تو ان کو قبول کریں، ان کو چلانے کی کوشش کریں۔ عمران خان کی حکومت آتی ہے ان کو قبول کریں، ان کو چلانے کی کوشش کریں۔ ہم انڈیا کی بات کرتے ہیں، ان کو کوئی سرخاب کے پر نہیں لگے لیکن ایک کام انہوں نے کیا ہے کہ انہوں نے جمہوری طریقہ کار کو چلنے دیا ہے۔ Sectarian معاملات وہاں پر بھی ہیں، وہاں پر بھی مختلف صوبوں میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں لیکن وہاں کے اداروں نے، مقننہ نے، انتظامیہ نے، عدلیہ نے آئین کے مطابق اپنی حدود کو معین کر رکھا ہے جس کی آئین نے انہیں اجازت دی ہے۔ ہم بھی یہاں پر کہتے ہیں کہ، ہم اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہماری پارٹی کے اکابرین میں سے، ہماری پارٹی کے founder خان عبدالصمد اچکزئی

شہید جنہوں نے 66 سالہ زندگی میں سے 33 سالہ زندگی انگریزوں کے خلاف اور اس ملک کے ڈکٹیٹروں کے خلاف گزاری، جو یہاں پر حکمران تھے، جیلوں میں گزاری لیکن ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے صوبے کے پشتون بلوچ صوبہ بلوچستان کے پہلے سیاسی راہنما تھے۔ وہ بہت بڑے ادیب بھی تھے، وہ اخبار بھی چلاتے تھے لیکن وہ یہی کہتے رہے تھے کہ جمہوریت کو چلنے دیا جائے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں، ہم سیاسی بھی ہیں، ہمارے میڈیا والے آزاد ہیں، آپ اس آزادی کو سمہ لیں۔ آپ لوگ ایک شو دکھاتے ہیں جس کا نام ہے 'ہم امید سے ہیں'، میں ایک سیاسی کارکن ہوں، میری وہ حیثیت نہیں ہے کہ آپ میرا کارٹون بنائیں، میں اتنا بڑا آدمی نہیں ہوں، میں ایک عام اور ادنیٰ سا سیاسی کارکن ہوں لیکن اگر ہم اس پروگرام میں زرداری صاحب کے بارے میں کہیں کہ 'زورداری' تو بھائی کس قانون کے تحت یہ کر رہے ہیں، پیمرا کے کس قانون کے تحت یہ کر رہے ہیں، اس ملک کے کس قانون کے تحت یہ کر رہے ہیں اور اس ملک کے آئین کی کس شق کے تحت یہ کر رہے ہیں؟ میرا نام عبدالرؤف ہے، آپ مجھے عبدالرؤف کہہ سکتے ہیں، آپ مجھ پر تنقید کر سکتے ہیں لیکن آپ کو میرا نام بگاڑنے کا کوئی حق نہیں ہے اور اس کی اجازت دنیا کا کوئی قانون نہیں دیتا کہ آپ میرے نام کے ساتھ کوئی اور صیغہ لگائیں اور میرا نام بگاڑنے کی کوشش کریں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک طرف تو عدلیہ کی آزادی کی بات کرتے ہیں، ہم نے اس کے لیے قربانیاں دی ہیں، ہم نے جمہوریت کے لیے قربانی دی ہے، ہم نے جمہوری نظام کے لیے قربانی دی ہے لیکن اس کا یہ مفہوم نہ لیا جائے کہ آج آپ جیو کو پابند سلاسل کریں گے، اس کے گلے میں آپ پھانسی کا پھندا لٹکائیں اور پھر جیسے میرے دوسرے ساتھی نے کہا کہ دوسرے ٹی وی چینل یہ سمجھیں کہ جب جیو نہیں رہے گا تو ہمیں rating کا میدان کھلا مل جائے گا اور ہماری rating زیادہ ہو گی۔ بھئی جیو بھی آپ کی برادری میں سے ہے۔ آپ سب ایک برادری ہیں۔ آپ ایک دوسرے کی خامیوں کو دور کر سکتے ہیں لیکن اس کے بجائے آپ آپس میں الجھ پڑے ہیں۔ صبح سے شام تک ہم 20 ,15 چینل دیکھتے ہیں تو اس میں ماسوائے اس خبر کے یا جیو پر تنقید کے کچھ نہیں ہے۔ آج میں 'آج' چینل پر دیکھ رہا تھا، اگر میں اس بات کو challenge کروں کہ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یعنی جیو والوں نے انڈیا سے پیسے لیے ہیں تو بھئی یہاں پر پیمرا کا قانون ہے، آپ اس میں جائیں، وہاں پر عدالت ہے، پھر اس کے بعد ہائی کورٹ ہے، سپریم کورٹ ہے، اگر آپ کے پاس ثبوت ہیں تو وہاں جا کر پیش کریں۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے پیسے لیے ہیں کیونکہ کل وہ کہیں گے کہ نہیں جی ایسا

نہیں ہے۔ پھر کوئی کہے گا کہ جی فلاں ٹی وی چینل نے افغانستان سے پیسے لیے ہیں۔ پھر کوئی کہے گا کہ فلاں مذہبی چینل نے ایران نے پیسے لیے ہیں۔ یہ کیا تماشا ہے ہمارے ملک میں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: لالہ ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر عبدالرؤف: جی میں conclude کر رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم سیاسی کارکن، ہم سیاسی جماعتیں، ہمارے درمیان تنظیمی بنیادوں پر اختلاف رائے ہوگا، ہمارے درمیان نظریات پر اختلاف رائے ہوگا۔

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی۔)

جناب قائم مقام چیئرمین: حافظ صاحب! لالہ رؤف نے جان بوجھ کر تقریر طویل کر دی تاکہ آپ نماز پڑھنے چلے جائیں۔

سینیٹر عبدالرؤف: میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ ملک مزید تجربات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک کی جو موجودہ صورتحال ہے، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، وہ سب کو پتا ہے، اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلوچستان کی جو صورتحال ہے، خیبر پختونخوا کی جو صورتحال ہے، سندھ کی جو صورتحال ہے، آپ کے دارالخلافہ اسلام آباد کی جو صورتحال ہے وہ بھی آپ سب کو معلوم ہے۔ ایک صوبہ پنجاب ہے جس میں تھوڑا بہت اب تک آرام، سکون اور امن امان ہے۔ یہاں پر میں اپنی پارٹی کے رہنما محترم محمود خان اچکزئی صاحب کا وہ فقرہ ضرور دہرانا چاہوں گا جو انہوں نے پچھلے دنوں قومی اسمبلی میں کہا اور وہ فقرہ یہ ہے کہ یہ جو ہم بار بار تجربات کرتے ہیں، اگر خدانخواستہ اس ملک میں ایک بار پھر ایسے تجربات دہرانے کی کوشش کی گئی یا کسی اور حوالے سے یا کسی نئے نام کے حوالے سے، اس موجودہ جمہوری نظام کو derail کیا گیا تو یہاں کے اقوام اور سیاسی جماعتیں اس میں آپ کے ساتھ نہیں ہوں گی اور پھر اس ملک کا جو حشر ہوگا وہ آپ مشرقی پاکستان کا حال دیکھ لیں اور اس سے آپ کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی حافظ صاحب! کیا آپ بولیں گے؟

سینیٹر حافظ حمداللہ: جناب چیئرمین! نماز کا وقفہ ہے، اس کے بعد بات کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پھر آپ کل بات کر لیں۔ جی راجہ صاحب۔

Observation of Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the House Regarding Continuation of Debate on the Motion on the Next Day.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: گزارش یہ ہے کہ یہ issue بڑا اہم ہے اور اس موشن پر میرے خیال میں دس سینیٹر حضرات نے sign کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر حضرات بھی اس پر بول سکتے ہیں اور ان کو بولنا بھی چاہیے، اس لیے میری گزارش یہی ہو گی، and I agree with you کہ اس کو next *rota* day پر نہیں بلکہ کل کے لیے آپ رکھ لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ حافظ صاحب پھر آپ بہتر تیاری بھی کر سکیں گے۔ آپ کی اور حافظ صاحب کی کل باری ہے۔ We will start it from you tomorrow.

The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 20th May, 2014 at 4:00 P.M.

(The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 20th May, 2014 at 4:00 P.M.)